REGISTERED WITH THE REGISTERAR OF NEWSPAPER FOR INDIA AT NO R. N. 61/57-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP - 23

جلد ۴۴ شمارہ ۱۷

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:
بذریعہ ہوائی ڈاک
۳۰ پاؤنڈ یا ۴۵ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۱۵ ڈالر امریکن

ایڈیٹر: منیر احمد خادم
نائبین: قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516

ہفت روزہ بدر قادیان

۲۶ ذیقعدہ ۱۴۱۵ ہجری ۲۷ شہادت ۱۳۷۴ ہش ۲۷ اپریل ۱۹۹۵ء

اخبار احمدیہ

لندن ۲۴ اپریل سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان ودل سے پیارے آقا کی صحت وسلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے درد دل سے دعا جاری رکھیں۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَمَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَبَارِکْ فِیْ عُمْرِہٖ وَاَمْرِہٖ ؎

ارشاد باری تعالیٰ

مسلمان کون ہے؟

"قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"

ترجمہ:- اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے تو ان سے کہہ دے کہ تم حقیقۃً ایمان نہیں لائے لیکن تم یہ کہا کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر فرمانبرداری قبول کر لی ہے۔ کیونکہ (اے اعراب) ابھی ایمان تمہارے دلوں میں حقیقۃً داخل نہیں ہوا۔ اور اے مومنو! اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی سچی اطاعت کرو گے، تو وہ تمہارے اعمال میں سے کوئی عمل بھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔ اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۵)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ۔

(بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ ۲۴۰)

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے وقف کر دے اور سپرد کر دے اور اعتقادی اور عملی طور پر اس کا مقصود اور غرض اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو۔ اور تمام نیکیاں اور اعمال حسنہ جو اس سے صادر ہوں وہ بمشقت اور مشکل کی راہ سے نہ ہوں بلکہ ان میں ایک لذت اور حلاوت کی کشش ہو جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت سے تبدیل کر دے۔

پس حقیقی مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کی جاوے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا سزا کے خوف اور امید کی بنا پر نہ ہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ اور جزو ہو کر ہو۔ پھر وہ محبت بجائے خود اس کے لئے ایک بہشت پیدا کر دیتی ہے۔ اور حقیقی یہی ہے۔ کوئی آدمی بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس راہ کو اختیار نہیں کرتا ہے۔ اس لئے میں تم کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اسی راہ سے داخل ہونے کی تعلیم دیتا ہوں کیونکہ بہشت کی حقیقی راہ یہی ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۰۲)

ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہہ کر خود کافر نہ بن جائے... یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو مومن کو کافر کہے وہ کافر ہوتا ہے... ہم نے ان پر پہلے کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ اب جو انہیں کافر کہا جاتا ہے تو یہ انہیں کے کافر بنانے کا نتیجہ ہے... جو ہمیں کافر نہیں کہتا ہم اسے ہرگز کافر نہیں کہتے۔ لیکن جو ہمیں کافر کہتا ہے اسے کافر نہ سمجھیں تو اس میں حدیث اور متفق علیہ مسئلہ کی مخالفت لازم آتی ہے اور یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَیْنِ۔ ہم خوب آزما چکے ہیں کہ ایسے لوگ دراصل منافق ہوتے ہیں ان کا حال ہے وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ یعنی سامنے تو کہتے ہیں کہ ہماری تمہاری ساتھ کوئی مخالفت نہیں مگر جب اپنے لوگوں سے مخلی بالطبع ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ان سے استہزاء کرتے تھے۔ پس جب تک یہ لوگ ایک اشتہار نہ دیں کہ ہم سلسلہ احمدیہ کے لوگوں کو مومن سمجھتے ہیں بلکہ ان کو کافر کہنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں تو میں آج ہی اپنی تمام جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ (باقی صفحہ ۱۱ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

پھر ایک دُعا ہے جو حضرت طالوت جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ جدعون تھے ان کی دعا قرآن کریم نے محفوظ فرمائی ہے وہ جب جالوت کی فوجوں کے ساتھ مقابلے کیلئے نکلے تو جالوت کی فوجیں بہت زیادہ تھیں اور بہت طاقتور تھیں اس کے مقابل پر حضرت طالوت کی فوج بہت مختصر تھی اور اس میں سے بھی بہت سے ایسے تھے جو ابتلا پر پورا نہیں اتر سکے۔ اور آخر وقت تک ساتھ نہ دے سکے اسلئے جو باقی بچے وہ بہت ہی تھوڑے رہ گئے۔ انہوں نے یہ دعا کی (…) کہ اے خدا! ہم پر صبر نازل فرما ہمیں صبر عطا فرما (…) اور ہمارے قدموں کو مستحکم اور مضبوط کر دے (…) اور ہمیں انکار کرنے والوں کی قوم پر فتح نصیب فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دعا ایسی تھی جسے میں نے فوراً قبول کر لیا (…) پس وہ جو عظیم شکست انہوں نے دشمن کو دی وہ محض اللہ کے اذن سے تھی ورنہ ان میں یہ طاقت نہیں تھی کہ اتنے بھاری دشمن پر فتح یاب ہو سکتے۔

پھر قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا بھی نقشہ کھینچا ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم میں باقی انبیاء کی دعائیں ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں نہیں حالانکہ بہت سی دعائیں جن میں نام نہیں لیا گیا اور بعض ایمان والوں کی دعائیں بتائی گئی ہیں وہ دعائیں وہ ہیں جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ اور آپ کے ساتھیوں کی دعائیں تھیں اور بہت سی ایسی دعائیں ہیں جو خدا تعالیٰ نے خود آپ کو مخاطب کر کے سکھائیں کہ یہ دُعا مجھ سے کیا کرو۔ یہ ساری دعائیں قرآن میں محفوظ ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی دعائیں ہیں جن کا قرآن میں تفصیل سے ذکر نہیں ملتا لیکن مضمون موجود ہے ان دعاؤں کا (اللہ نے چاہا تو) بعد میں ذکر کروں گا۔ ایک دُعا یہ بتائی (…) دیکھو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی ہر اس چیز پر ایمان لے آئے ہر اس بات پر ایمان لے آئے ہر اس حکم پر ایمان لے آئے جو ان کی طرف نازل کی گئی اور ان کے ساتھ ہی ان پر ایمان لانے والے بھی خدا کی کامل وحی پر ہر طرح سے ایمان لے آئے۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل چل کر جن جن باتوں پہ وہ ایمان لاتے گئے آپ کے صحابہؓ آپ کے غلام بھی ان باتوں پر ایمان لاتے چلے گئے۔ (…) یہ سب کے سب وہ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے ملائکہ پر بھی ایمان لائے اور کتابوں پر بھی ایمان لائے اور خدا تعالیٰ کے رسولوں پر بھی ایمان لائے۔ اور یہ اقرار کیا (…) کہ جہاں تک وحی کی عظمت کا تعلق ہے جہاں تک تیرے فرمان کے احترام کا تعلق ہے ہم کسی بڑے چھوٹے رسول کی وحی میں فرق نہیں کریں گے جو حکم تیری طرف سے آئے گا وہ کسی طرح ہم تک پہنچے خواہ بڑے رسول کے ذریعہ پہنچے یا چھوٹے رسول کے ذریعہ پہنچے ہم تو تیرے حکم پر نگاہ کرنے والے ہیں اس لئے جہاں تک وحی کے احترام کا تعلق ہے اس میں ہم کوئی فرق نہیں کریں گے کوئی رسول زیادہ قابل احترام ہے اور کوئی رسول کم قابل احترام ہے اس بحث میں نہیں پڑیں گے اور پھر (…) اے خدا! ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کر دی یعنی جو کچھ ہم نے سنا اس سب پر ہم ایمان بھی لائے اور ہم اطاعت کے لیے حاضر ہو گئے اور عمل کرنا شروع کر دیا۔ (…) اس لئے اب ہم تجھ سے بخشش کا حق مانگتے ہیں، بخشش کی توقع رکھتے ہیں تو ہم سے بخشش کا سلوک فرما۔ دیکھئے اس میں بھی کتنا انکسار ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی جس کیفیت کے ساتھ خدا کی وحی پر ایمان لائے کبھی دنیا میں کوئی قوم ایسی پیدا نہیں ہوئی جس نے اس شان کے ساتھ اس خلوص کے ساتھ اس طرح مضمون کی باریکیوں کو سمجھتے ہوئے خدا کے نبی کی وحی پہ ایمان لایا ہو مگر یہ لوگ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی اس وحی پر اس کامل شان کے ساتھ ایمان لے آئے اور پھر خدا کے سب رسولوں پر، فرشتوں پر، کتابوں پر، سب پر ایمان لانے کے بعد پھر اپنا یہ دستور بنا لیا کہ سنا اور اطاعت شروع کر دی۔ اور مقابل پر خدا سے کیا مانگا۔ (…) اس کے باوجود ہم کسی چیز کے مستحق نہیں ہم جانتے ہیں کہ یہ سب توفیق تیری دی ہوئی ہے، ہاں بخشش کی توقع رکھتے ہیں کہ ہم سے جو کمزوریاں ہو جائیں غلطیاں ہوں تو ہم سے بخشش کا سلوک فرما۔ (…) اور ہم نے آخر تیرے پاس پہنچنا ہے۔ کوئی مفر نہیں ہے۔ لازماً ہم سب آخر تیرے حضور پہنچیں گے۔ (…) فرمایا ہاں میں جانتا ہوں کہ تم میں مختلف لوگوں کو میں نے مختلف توفیق عطا فرمائی ہے۔ کسی کو زیادہ طاقتیں دی ہیں کسی کو کم طاقتیں دی ہیں۔ چونکہ میں نے طاقتیں دی ہیں میں تم سے تمہاری طاقتوں کے مطابق سلوک کروں گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی طاقتوں کے مطابق اور ان کے غلاموں سے درجہ بدرجہ، صدیقوں سے صدیقوں کے مطابق، شہداء سے شہداء کے مطابق، صالحین سے صالحین کے مطابق قانون یہ ہے کہ جو کچھ بھی نیکی تم سے سرزد ہو جائے گی، یا ان لوگوں سے، اس نیکی کی میں جزاء ضرور دوں گا۔ مگر بدی کے متعلق احتیاط کروں گا کہ نیت اور پختہ نیت کا دخل ہو۔ جان بوجھ کر عمداً کی گئی ہو۔ (…) میں واضح نیت اور ارادے کا معنی پایا جاتا ہے تو دیکھئے یہ بھی کتنا احسان اور مغفرت کا سلوک ہے۔ (…) فرمایا ہاں غفران کا سلوک کروں گا۔ اس طرح کہ نیکی تم سے راہ چلتے اتفاقاً بھی ہو جائے تو میں کہوں گا کہ تمہارے حساب میں لکھ لی جائے۔ اور فرشتے تمہارے حساب میں لکھ لیا کریں گے لیکن بدی کے متعلق احتیاط کا حکم دوں گا کہ دیکھنا اس کی نیت تھی کہ نہیں۔ ارادہ تھا کہ نہیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا۔ (…) ہم نے جو اس سے مغفرت کا سلوک فرمایا تو ہم نے خوب ٹٹول کے دیکھا اس کی نیت میں عزم نہیں پایا جاتا تھا۔ ٹھوکر کھائی تھی۔ غفلت ہو گئی تھی۔ (…)

پھر وہ دعا بتائی اور تفصیل کے ساتھ اس دعا کا ذکر فرمایا جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے شاگرد" آپ کے غلام" آپ کے صحابہؓ ہمیشہ خدا کے حضور گریہ وزاری سے کیا کرتے تھے۔ (…) اے خدا! (…) ہرگز ہمارا مواخذہ نہ فرمانا (…) اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے اور غلطی کر دیں تو اس کا تو کوئی کھاتہ ہی نہ رکھنا۔ اسے شروع سے ہی صاف کر دینا کہ ٹھیک ہے، یہ کسی شمار میں نہیں ہوگی۔ پھر (…) اے خدا! جہاں تک اس (بوجھ) کا تعلق ہے جو تو نے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا وہ ہم پر ڈالنا ہی نہ۔

"اصر" اور "حمل" دو مضمون ہیں جو اس آیت میں بیان ہوئے ہیں۔ "اصر" سے متعلق لغوی تحقیق یہ ہے۔ (…) کسی چیز کو توڑا "مروڑا" روکا۔ کوئی چیز اتنا بڑھ گئی مثلاً درخت کی شاخیں کہ آپس میں کچلیں پڑ گئیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک دوسرے کو خراب کرنے لگ گئیں۔ (…) لوگ زیادہ ہو گئے اور اس رسی کو بھی کہتے ہیں جو سڑک پر ٹول وصول کرنے کے لئے لگائی جاتی تھی۔ آج کل بھی گیٹ GATE لگتے ہیں یعنی وہ رسی جو گاڑیوں کو موٹروں کو، گدھا گاڑیوں کو، اس زمانے میں تو گھوڑے اور خچر وغیرہ ہوا کرتے تھے تو ان کو روکنے کے لئے ہوتی تھی کہ اپنا ٹیکس دے کر جاؤ تو یہ سارے مفاہیم ہمیں بتاتے ہیں کہ اس دعا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم پر کوئی ایسی شریعت نہ نازل فرمانا۔ بوجھ سے مراد بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا کی طرف سے پابندیاں ہیں، ہرگز یہ مراد نہیں مراد یہ ہے کہ ہم پر ایسی پابندیاں نہ لگانا جن پابندیوں کو برداشت نہ کر کے پرانے لوگوں کی کمریں ٹوٹ گئیں اور وہ منہدم ہو گئے اور ایسی پابندیاں نہ لگانا جو تو نے تو کم لگائی تھیں لیکن رفتہ رفتہ لوگوں نے بڑھائی شروع کر دیں۔ اور سیدھے سادے دین کو گنجلک بنا دیا۔ چنانچہ وہ جو قرآن کریم میں دوسری جگہ آتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے ان کے اصر دور فرماتا ہے۔ جن بوجھوں میں مبتلا ہوئے ہیں، جو زائد رسم و رواج ان

بافی پولیمرز
کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
43-4028 -5137-5206

طالبانِ دعا:
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ میسنگو لین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبویؐ
خَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی
(سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بھبئی

خطبہ جمعہ

مساجد کی تعمیر اور مساجد کی وسعت کا ایک نیا دور شروع ہونا چاہیئے

توسیع مساجد ایک ایسا کام ہے جو جماعت کی ترقی سے گہرا تعلق رکھتا ہے

انگلستان کی مرکزی مسجد کے لئے پانچ ملین پاؤنڈ کی مالی تحریک۔ بہت سے علوم کا دروازہ کھولنے والی رؤیا اور لیلۃ القدر کے مضامین کا روح پرور تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۴ فروری ۱۹۹۵ء مطابق ۲۴ تبلیغ ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل کے شکریہ کیساتھ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

آج بہت انتظار کے بعد بالآخر وہ مبارک جمعہ کا دن آ پہنچا ہے جسے رمضان مبارک میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ آخری عشرہ میں واقع ہونے والا جمعہ اپنا کوئی رقیب بھی نہیں رکھتا ورنہ ممکن ہوتا ہے بعض دفعہ کہ آخری عشرے میں دو جمعے آجائیں۔ آخری عشرے میں آیا ہے رمضان کا آخری جمعہ ہے جسے جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے لیکن یہ لفظ "جمعۃ الوداع" مجھے اس لئے پسند نہیں کہ بعض لوگ واقعتاً اسے وداع کرنے آتے ہیں۔ یہ وہ دن ہے جب مساجد سب سے زیادہ بھرتی ہیں سال بھر میں کوئی اور ایسا دن پیش نہیں کیا جا سکتا جب کہ مساجد کی آبادی اتنی ہو جائے، اس طرح بھر پور ہو جائیں مساجد جس طرح آج کے اس لوگوں کے بقول جمعۃ الوداع میں مساجد بھرتی ہیں۔ اس ضمن میں پہلے بھی میں جماعت کو نصیحت کر چکا ہوں کہ یہ جمعہ تو آپ کے استقبال کے لئے آتا ہے۔ آپ کو ہمیشہ کے لئے اللہ کے گھر والا بنانے کے لئے، اللہ کے گھر میں داخل کرنے کے لئے۔ تو یہ تو آپ کا استقبال کرنے آتا ہے سال کے بعد، انتظار کے بعد، رمضان کی محنتوں اور مشقتوں اور دعاؤں کے بعد ان کی قبولیت کا نشان بن کے آتا ہے، دونوں بازو پھیلائے ہوئے آپ کو خوش آمدید کہتا ہے تو یہ اچھا سلوک نہیں کہ آپ اسے الوداع کا سلام کہہ کر چلے جائیں۔ ہمیشہ کے لئے مساجد کے ہو رہیں۔ یہ پیغام ہے جو جمعۃ الوداع ہر مسلمان کو دیتا ہے اور مساجد جو بھرتی ہیں پھر بھری رہنی چاہئیں۔

عید آنے والی ہے اس دن خصوصیت سے میں تمام جماعتوں کو پھر متنبہ کرتا ہوں کہ عید کے دن کی صبح حاضری دراصل وہ میزان ہے جس سے آپ کا ایمان تولا جائے گا یا ایمان نہیں تو کم سے کم وہ جو کچھ آپ نے رمضان میں کمایا ہے اس ترازو میں تولا جائے گا یعنی عید کے دن صبح کی نمازیں۔ اگر ایک مہینہ بھر راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھے اور عید جو اس مہینے کی خوشیوں کا دن ہے، اس مہینے کی برکتیں منانے کا دن ہے، اس دن وہ ساری برکتیں ہاتھ سے کھو بیٹھیں اور اسے آرام سے سونے کا اور خدا کی یاد سے غافل ہونے کا دن بنالیں تو بہت ہی بے ہودہ اور ظالمانہ سودا ہوگا۔ پس آنے والی عید میں خصوصیت سے اپنی نمازوں کی طرف توجہ کریں اور عید کی صبح مسجدوں کو نمازیوں سے اسی طرح بھرا دیکھے جس طرح جمعۃ الوداع نے بھرا ہوا دیکھا ہے۔

اس ضمن میں میں یہ خوشخبری بھی جماعت کو دیتا ہوں کہ تمام دنیا سے جو اطلاعیں مل رہی ہیں دن بدن جماعت احمدیہ کی مساجد بھرتی چلی جا رہی ہیں، چھوٹی ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ یہ مسجد تو ایک لمبے عرصہ سے چھوٹی ہوئی ہوئی ہے۔ اس لئے ہدایت دینی پڑتی ہے کہ کم سے کم لوگ یہاں آئیں جو حلقے کے لوگ ہیں وہ آجائیں اور باقی شاذ کے طور پر آجایا کریں برکت کے لئے ورنہ اپنی اپنی مساجد میں جمعہ پڑھا کریں اور خطبہ کا جہاں تک تعلق ہے وہ ٹیلی ویژن سے استفادہ کیا ہی جا سکتا ہے۔ مگر پھر بھی بہت مشکل ہو چکی ہے اور ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ اس مسجد کو بڑھایا جائے اور دوسری مساجد کو بھی بڑھایا جائے۔

ربوہ کا یہ حال ہے کہ اس رمضان سے پہلے ہی مساجد چھوٹی ہو گئی تھیں۔ اتنا غیر معمولی رجحان ہے اہل ربوہ کا عبادتوں کی طرف کہ اس سے پہلے اس کی نظیر دکھائی نہیں دیتی۔ جمعہ کے دنوں میں، جمعے کے اوقات میں اور عبادتوں کے وقت میں، بازار سنسان ہو جاتے ہیں، خدا کے گھر بھر جاتے ہیں۔ اور آج کا جمعہ جو انہوں نے پڑھا ہے، پڑھ چکے ہیں اس میں تو عجیب عالم ہوگا۔ میں صبح تصور کی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور میرا دل اللہ کی حمد سے بھر گیا وہاں سے آتے وقت جو لوگ یہ کہتے تھے کہ کس حال میں چھوڑ کے جا رہے ہو ان کا کون متولی ہوگا، کون حفاظت کرے گا۔ میرے رب نے وہ سب غم دور کر دئے۔ ایسی خوشیاں دکھائیں کہ ان کی مثال دنیا میں دکھائی نہیں دیتی۔ اس دوری کے باوجود اتنا قریب کر دیا ہے اہل ربوہ کو کیونکہ جو خدا کے قریب ہیں وہی میرے قریب ہیں اور خدا کے قرب نے مجھے وہ نعمتیں وصال کی بخشی ہیں جو وہاں رہتے ہوئے کبھی میسر نہ آئی تھیں۔ مجھے یاد ہے جب میں وہاں ہوتا تھا تو کئی دفعہ اہل ربوہ سے شکوے کرتا تھا کہ مساجد ابھی پوری طرح بھری نہیں ہیں اور مساجد اتنی چھوٹی ہیں اگر سارا ربوہ عبادت کرے تو مساجد انہیں سمیٹ ہی نہیں سکتیں۔ پس الحمد للہ کہ یہ مبارک جمعہ ہے اس نے تو عجیب عالم دیکھا ہوگا ربوہ کی مساجد کا۔ سب مساجد اتنی چھوٹی ہو گئی ہوں گی جیسے آپ اپنے بچپن کے کپڑے پہننے کی کوشش کریں۔ گھٹنوں سے نیچے ٹانگیں ننگی ہوں گی بدن کے اوپر کا حصہ کہیں وہ پھٹ رہے ہوں گے۔ یہی کیفیت ربوہ کی مساجد کی پہلے سے ہو رہی تھی آج تو عجیب عالم ہوا ہوگا۔ پس اس تعلق میں ایک تو میں اہل ربوہ سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ محبت انشاء اللہ کبھی نہیں مٹے گی یہاں تک کہ اللہ وہ صبح طلوع کرے جو لیلۃ القدر کی فجر ہوا کرتی ہے۔ اور میں اس انتظامیہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمارے ایاز محمود خان صاحب ہیں جب سے وہ صدر عمومی بنے ہیں ماشاء اللہ بڑی محنت سے، خلوص سے ایک ٹیم بنا کر نیک کاموں میں بہت حصہ لے رہے ہیں اور ان برکتوں کی جزا ان کو بھی ملے گی اور ان کے ساتھیوں کو بھی، سب اہل ربوہ کو جنہوں نے خدا کے فضل سے نیکی کی جانب ایک انقلابی قدم اٹھایا ہے۔ اللہ ان نیکیوں کو دوام بخشے۔

اس تعلق میں میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ مساجد کی تعمیر اور مساجد کی وسعت کا ایک نیا دور شروع ہونا چاہئے۔ توسیع مساجد ایک ایسا کام ہے جو جماعت کی توسیع سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ جب بھی ہم نے توسیع مساجد کی مہم چلائی ہے اور دشمنوں کی زد میں بھی مساجد ہی ہم سامنے لائے، تو اللہ نے بے شمار فضل فرمائے ہیں۔ اور جماعت کے دعوت الی اللہ کے کاموں میں بہت برکت پڑی ہے۔ تو اس لئے یہ ایک عام تحریک ہے کل عالم کی جماعتوں کے لئے کہ مساجد کو تعمیر کرنے اور مساجد میں توسیع کرنے کی مہم شروع کریں۔ جتنی توفیق ہے اس طرح کریں۔ دنیا داری کے جھگڑوں میں پڑ کر ظاہری خوبصورتی اور قیمتی سامانوں کی فراہمی کا انتظار نہ کریں۔ جیسی بھی مسجد ہے اسے اللہ کا ذکر برکت بخشتا ہے، وہ مومن برکت بخشتے ہیں جو تقویٰ لے کر وہاں سجے سجائے پہنچتے ہیں۔ مسجد کی سجاوٹ تو ان متقیوں سے ہے۔

پس اس پہلو سے جہاں تک ممکن ہے خوبصورت دیدہ زیب مسجد بنانا اللہ تعالیٰ کی صفت جمال کے منافی تو نہیں۔ مگر اس کے انتظار میں کہ اتنا پیسہ ہو تو پھر ایسی مساجد بنائی جائیں، مساجد کی بنیادی ضرورت کو نظر انداز کر دیا تو یہ جائز نہیں ہے۔ یہ پھر دنیا داری ہے یہ عبادت کی محبت نہیں ہے۔ پس حسب توفیق وسعتیں دیں۔ خوبصورت نہیں بنتی تو سادہ مگر اس وقت ستھری اچھی چیز دکھائی دے اور جتنی توفیق ہے اس کے مطابق یہ کام شروع کریں۔

انگلستان میں ایک بہت بڑی مسجد کی ضرورت ہے۔ یہاں اب تک جو دوسری بڑی بڑی مساجد بنائی گئی ہیں ان میں بتایا جاتا ہے کہ گلاسگو کی مسجد میں سب سے زیادہ نمازی آ سکتے ہیں یعنی دو ہزار کی تعداد میں۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ اس میں زیادہ آ سکتے ہیں یا ریجنٹ پارک کی مسجد میں۔ مگر جو اندازہ ایک دفعہ میں نے لگوایا تھا اس سے یہی لگتا ہے کہ ریجنٹ پارک کی مسجد کے ملحقات تو بڑے ہیں مگر نمازیوں کی جگہ اتنی نہیں ہے۔ اس لئے بعید نہیں کہ گلاسگو والوں کا دعویٰ درست ہو کہ انگلستان کی سب سے بڑی مسجد ہے۔

جماعت احمدیہ کی تعداد تو دوسروں کے مقابل پر بہت تھوڑی ہے لیکن جماعت احمدیہ کے عبادت گزار بندوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس لئے ہمیں دو ہزار کی مسجد کام نہیں دے گی۔ مرکزی جو جلسے ہوتے ہیں یا مرکزی تقریبات جن میں عبادت کے لئے وسیع جگہوں کی ضرورت پڑتی ہے ان میں انگلستان کی ضرورت چھ سات ہزار تک بھی جا پہنچتی ہے۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ سردست آپ کے اندر یہ استطاعت ہے کہ چھ سات ہزار نمازیوں کے لئے مسجد تعمیر کر سکیں۔ مگر ایسی مسجد کی بنیاد ڈالنا ضروری ہے جس میں یہ سہولتیں مہیا ہوں کہ آئندہ حسب ضرورت اور حسب توفیق اس کی توسیع ہوتی چلی جائے اور مسجد کے عمومی نقشے پر برا اثر نہ پڑے۔ یعنی سادگی تو اچھی جگہ درست ہے مگر بد زیبی تو خدا کو پسند نہیں ہے۔ ایسے ملحقات، ایسے اضافے الحاقی جو بدصورتی پیدا کریں وہ اچھے نہیں ہیں اس لئے اپنی پلاننگ میں، اپنی منصوبہ بندی میں یہاں کی جماعت کو چاہئے کہ یہ گنجائش رکھیں کہ آئندہ دس پندرہ ہزار تک کے لئے بھی وہ مسجد بڑھائی جا سکتی ہو تو بڑھائی جائے اور پھر بھی ٹھیک لگے۔ دونوں طرف سے آگے اور پیچھے متوازن بڑھنے کی جگہ بھی ہونی چاہئے اور نقشہ پہلے سے ہی بننا چاہئے مختلف سٹیجز، منازل کا نقشہ۔

اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ سردست جو انہوں نے تخمینہ لگایا ہے امیر صاحب سے مشورہ بھی کیا ہے تو وہ بھی کہتے ہیں ٹھیک ہے مگر کچھ ان کے ٹھیک سے مجھے لگتا تھا کہ وہ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت میں ابھی یہ توفیق نہیں تو توفیق تو خدا بڑھا دیا کرتا ہے۔ میں نے پانچ ملین کا تخمینہ لگایا ہے یہاں کی مرکزی مسجد کے لئے۔ اور جیسا کہ میرا پرانا دستور چلا آرہا ہے اللہ توفیق بھی عطا فرماتا ہے کہ ہر وہ وسیع بڑی تحریک جو کرتا ہوں اس کا سواں حصہ میں اپنی طرف سے پیش کرتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے میں امیر صاحب کی طرف سے دس ہزار پونڈ کا وعدہ لکھوا رہا ہوں تاکہ ان کا پہلا نمبر رہے۔ اگرچہ میرے بچوں، بیٹوں میں ان سے پہلے غالباً یہ بات چلی آرہی تھی کہ پچاس ہزار پاؤنڈ کا میں اکیلا نہیں بلکہ اپنی بچیوں، دامادوں، بچوں اور مرحومین تعلق والوں کی طرف سے یہ لکھواؤں۔ پانچ سال کا خرچ میرے ذہن میں ہے۔ پانچ سال میں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا تو یہ رقم سارے وعدہ کروانے والے پوری کر دیں گے۔ لیکن اگر یہ وعدے اتنے نہ ہوسکے تو پھر پانچ سال مزید بھی اس کو بڑھایا جا سکتا ہے اور مسجد کے معاملے میں بنیادیں وسیع ہونی چاہئیں اور سادہ سی عمارت کی تعمیر بھی ہو جانی چاہئے۔ باقی زیبائشیں بعد کی باتیں ہیں دیکھی جائیں گی۔

> میں اہل ربوہ سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ محبت انشاء اللہ کبھی نہیں مٹے گی یہاں تک کہ اللہ وہ صبح طلوع کر دے جو لیلۃ القدر کی فجر ہوا کرتی ہے۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ پچاس لاکھ اگر پانچ سال میں نہ بھی پورا ہو (پانچ ملین تو پچاس لاکھ بنتا ہے بہت بڑی رقم ہے) تو دس لاکھ بھی سہی لیکن امیدیں بلند رکھیں، اور اللہ سے توقعات بلند رکھیں نئی نسل کے جو بچے اب خدا کے فضل سے مختلف نوکریوں پر لگ رہے ہیں ان کو بھی شامل کریں اور خدا سے توفیق بڑھانے کی دعائیں مانگیں تو کوئی بعید نہیں۔ اور پھر جب بھی تحریک کی جاتی ہے تو سب دنیا سے خدا ویسے بھی مددگار کھڑے کر دیتا ہے۔ کچھ ایسے جوش رکھنے والے متمول دوست ہیں کہ دنیا کی کوئی بھی تحریک ہو پیچھے نہیں رہنا چاہتے تو وہ بھی آپ کی انشاء اللہ نصرت فرمائیں گے۔ تو اس وقت میں پانچ ملین کی تحریک انگلستان کی مرکزی مسجد کے لئے کرتا ہوں اس دعا اور نیت کے ساتھ کہ یہ لازماً انگلستان کی وسیع ترین مسجد ہو۔ عبادتوں کی گنجائش پر زور ہونا چاہئے۔ جو ملحقہ عمارتیں ہیں یا دوسرے نخرے ہیں ان کو بے شک نظر انداز کر دیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر یورپ کی سب سے بڑی ہو جائے تو یہ بھی بعید نہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں پھر جرمنی کو بڑی تحریک ہوگی۔ کیونکہ جرمنی آپ کی رقیب جماعت ہے اور وہ برداشت نہیں کر سکتی کہ کسی نیکی میں آپ ان سے آگے نکل جائیں تو آپ نے قدم بڑھایا تو وہ بھی بڑھائیں گے، یہ سلسلہ چل پڑے گا انشاء اللہ۔ تو اب وقت ہے کہ ہم عبادتوں کی طرف توجہ جب کر رہے ہیں تو عبادت گاہوں کی طرف بھی توجہ کریں۔ ہمارا مضمون اس سے برعکس ہے جو اقبال نے بیان کیا ہے۔ اقبال تو کہتا ہے ؎

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا

تو ہم شب بھر میں عبادت کرنے والے پیدا کر رہے ہیں اور بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن ہماری جو شامت اعمال ہے کہتا ہوں کہ ابھی تک یہ توفیق پوری نہیں ہوئی کہ ان عبادت کرنے والوں کو عبادت گاہیں بھی مناسب حال مہیا کر سکیں۔ مگر اس کا ایک ازالہ تو حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہمیشہ کے لئے فرما گئے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خاص فضیلت عطا کی ہے کہ آپ کی خاطر تمام زمین مسجد بنا دی گئی ہے۔ تو مسجد کے باہر بھی جو عبادت کے لئے زمین ہے وہ بھی ہماری خاطر، کیونکہ ہم محمد رسول اللہ کے سچے غلام ہیں، عبادت گاہ بنا دی گئی ہے۔ اس لئے یہ مضمون دل کی تسلی کے لئے تو ہے لیکن یہ مطلب نہیں کہ مسجدیں بنانی چھوڑ دو اور صرف کھلی زمین پر عبادت کیا کرو۔ کیونکہ موسموں

کے تقاضے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سنت ہے۔ اس خوشخبری کے باوجود آپ نے بڑی وسیع مساجد بنائیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ جمعہ تو ایک ہی ہے اور مضمون بہت تھا جو بیان کرنے والے تھے اور ناممکن ہے کہ اس جمعہ میں وہ سمیٹے جا سکیں لیکن ایک ایسی خبر ہے جو میں اس وقت آپ کو بتانا چاہتا ہوں اس کے بعد اس پر مزید روشنی شاید آئندہ کسی خطبہ میں ڈالنے کی توفیق ملے گی۔

دس تاریخ کا جو جمعہ تھا اس میں میں نے جماعت سے یہ ذکر کیا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نصیحت کے مطابق میں بھی ہمیشہ طالب علم رہوں گا اور علم سیکھنے کے لئے میرے لئے کوئی عار نہیں ہے۔ آخری سانس تک علم سیکھنے کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھوں گا اور علم سکھانے میں بھی جو خدا توفیق دے گا کوشاں رہوں گا۔ اور ساری جماعت کو نصیحت کی تھی کہ آپ بھی ایسا کریں۔ اور اس ضمن میں انسان انسان سے علم سیکھتا ہی ہے یہ تو رواج جاری ہے میں بھی سیکھتا ہوں اس میں کسی قسم کے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ اعزاز ہے کوئی تذلیل نہیں ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ذکر کیا تھا کہ لیکن اس کے علاوہ بھی ایک مضمون ہے وہ علوم جو خدا آسمان سے دل پر اتارتا ہے وہ آپ لوگوں سے سیکھے ہوئے نہیں ہیں، وہ اللہ دل پر نازل فرماتا ہے۔ اور اس کی بے شمار مثالیں میرے ذہن میں ہیں کہ ایک خطبہ کے لئے کھڑا ہوں جب کہ خالی الذہن تھا بالکل، اور اللہ تعالیٰ نے مضمون یوں شروع کر دیا جیسے بارش ہو رہی ہو یا بعض جگہ جا کے کسی مضمون پر اٹکا ہوں تو اچانک جیسے چابی سے کوئی دروازہ کھول دیتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے وہ مضامین نازل فرمائے۔ لیکن بسا اوقات رؤیا کے ذریعہ خدا تعالیٰ بڑے بڑے دلچسپ اور لطیف مضامین کھولتا ہے جس کو پھر میں آگے چلا دیتا ہوں۔ تو یہ جو میں نے ذکر کیا تھا اس کی دیکھیں کیسی عجیب شیریں تائید ہوئی کہ دو دن بعد اتوار اور پیر کی درمیانی رات کو بلکہ تہجد سے پندرہ منٹ پہلے صرف بمشکل ایک منٹ کی رؤیا دیکھی ہے اور وہ رؤیا علوم کا ایک دروازہ کھولنے والی رؤیا تھی، آناً فاناً بہت سے علوم روشن کئے گئے جو پہلے اس سے جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے بیان نہیں ہوئے۔ اور اس تعلق میں بیان نہیں ہوئے جس تعلق میں اللہ نے مجھے سمجھائے اور رؤیا ایسی ہے جو عام حالات میں میرے تصور میں بھی نہیں آسکتی کہ اس رؤیا کا کوئی دینی علوم سے اس طرح تعلق ہوگا یا میں ایسی بات سوچتا ہوں جو خواب میں آگئی۔ بڑی واضح کھلے پیغام پر مشتمل SP (ایس پی) جس کو کہتے ہیں ناں بڑی چمکتی ہوئی رؤیا تھی۔ تو اول سے آخر تک مضامین سے بھری ہوئی تھی اور جب ختم ہوئی ہے تو ایک عجیب لطف پیچھے چھوڑ گئی جو ایک نشے کا عالم تھا اور اسی لطف کے دوران پھر وہ مضامین کھلتے رہے رؤیا ختم ہونے کے باوجود وہ مضامین جاری رہے۔

جب میں نے سحری کے وقت اپنے بچوں سے ذکر کیا تو سب نے کہا کہ ہمیں بتائیں ابھی بتائیں، ابھی بتائیں۔ میں نے کہا یہ تمہاری نہیں ساری جماعت کی امانت ہے۔ میں نے بالکل نہیں بتانا مگر میری خواہش ہے کہ آخری جمعہ میں بیان کروں لیکن اب جب میں نے وقت دیکھا ہے تو تمہاری باتوں میں آدھے کے قریب وقت گزر گیا ہے اور یہ مضمون ایسا نہیں کہ اسے ذرا سا چھیڑا جائے اور پھر جلدی میں اس کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے یا سمیٹنے کی کوشش کی جائے۔ تو انشاء اللہ یہ آئندہ عید کے بعد کسی خطبہ میں خدا کی توفیق سے بیان کروں گا۔ بہت دلچسپ رؤیا ہے مگر ایک منٹ کے اندر اندر دروازے کھلے ہیں اور وہ مضامین نظر آنے شروع ہوئے جو ویسے کبھی تصور میں بھی نہیں تھے۔

دوسری بات جو میں آج بیان کرنی چاہتا ہوں وہ لیلۃ القدر سے تعلق رکھتی ہے۔ پس یہ حق فائق ہے کہ لیلۃ القدر کے زمانے میں جو آج کل کا دور ہے خصوصیت سے لیلۃ القدر کی باتیں کی جائیں۔ اس ضمن میں جو آیات ہیں وہ میں آپ کے سامنے تلاوت کرتا ہوں۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ۝ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۝

(سورۃ القدر)

یقیناً ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل فرمایا ہے۔ اور تجھے کیا بات سمجھائے کہ کیسے سمجھایا جائے کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔ یعنی بہت اہم بہت وسیع اور بہت ہی گہرا مضمون ہے جس کے لئے امر واقعہ یہ ہے کہ آج تک کے مسلمان مفسرین کی سوچ بھی اس بیان کا احاطہ نہیں کر سکی۔ پس قرآن کریم کا یہ کہنا کہ "وما ادراک ما لیلۃ القدر" یہ کوئی یونہی دعویٰ نہیں بلکہ بہت ہی گہری حقیقت پر روشنی ڈال رہا ہے کہ لیلۃ القدر کے مضمون کو تم معمولی نہ سمجھو۔ یہ نہ سمجھو کہ ایک رات آئی آپ نے چند گھنٹے جاگ کر گزاری ساری عمر کی کمائیاں کر گئے اور بات ختم ہوئی۔ یہ بہت گہرا مضمون ہے اس پر غور کی ضرورت ہے اور غور کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔ "تنزل الملٰئکۃ و الروح فیھا باذن ربھم" اس رات میں ملائکہ اور روح "الروح" یعنی حضرت جبرئیل کے لئے "الروح" کا لفظ استعمال ہوتا ہے ان سب کا نزول ہوتا ہے "باذن ربھم" اللہ کے حکم کے ساتھ "من کل امر" تمام امور پر مشتمل جو قابل ذکر یا انسان کی ضرورت کے امور ہیں ان امور پر مشتمل وہ کچھ چیزیں لے کر آتے ہیں کہ اپنے اللہ کے اذن کو تمام امور کے تعلق میں بیان کر رہے ہیں۔ "سلام" سلامتی ہی سلامتی ہے "حتی مطلع الفجر" یہ سلسلہ جاری رہتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ یہ لفظی سرسری ایک ترجمہ ہے۔ اس میں مفسرین نے بہت بحثیں اٹھائی ہیں مختلف مضامین کو پیش نظر رکھ کر کبھی احادیث کی روشنی میں، کبھی قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں، کبھی اپنے تجارب کی روشنی میں کئی باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اچھے اچھے مضامین ہیں اور یہ بات بھی بہت سے مفسرین پہلے لکھ چکے ہیں کہ "انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر" سے مراد قرآن کریم ہے کیونکہ انزلنٰہ میں "ہ" کی ضمیر قرآن کی طرف جاتی ہے۔ اور جب یہ کہتے ہیں تو ایک اور بحث کا آغاز ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن تو ایک رات میں نہیں اتارا گیا اور لمبے عرصہ نبوت پر پھیلا ہوا ہے تو اسے ایک رات میں اترنے والا کلام کیسے کہہ سکتے ہیں۔ پس اس کی بہت سی تشریحات بیان ہوئی ہیں جو میں پہلے بھی اپنے ان خطبات میں بیان کر چکا ہوں جو لیلۃ القدر سے تعلق رکھتے تھے۔

آج ایک نیا مضمون اس حوالے سے آپ کے سامنے بیان کروں گا کہ "حتی مطلع الفجر" سے کیا مراد ہے۔ یعنی اول تو وہ رات کون سی ہے اور پھر "حتی مطلع الفجر" سے کیا مراد ہوگی کیونکہ مطلع الفجر تک نزول ہوتا ہے اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے یہ تصور ابھرتا ہے۔ اس پر کئی مفسرین نے زور مارا ہے اور "حتی" کے معنے کھینچ کر سحر میں بھی داخل کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر یہ جو طرز کلام ہے یہ تو یہ بتا رہا ہے کہ جب فجر طلوع ہو گئی تو فرشتوں کا نزول بند۔ تو ابھی صبح آئی ہے جو رات سے بہتر ہے۔ رات تو ساری رات فرشتے اترتے رہے اور نزول ہوا ہے جبرئیل کا بار بار۔ لیکن صبح آئی تو سارے غائب ہو گئے تو یہ کیا قصہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رات کا وہ مفہوم سمجھا جائے جس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت ہی شاندار روشنی ڈالی ہے جس سے اس رات کی حقیقت سمجھنے میں بہت سہولت پیدا

ہو جاتی ہے۔

> اس وقت میں پانچ ملین کی تحریک جماعت انگلستان کی شرکزی مسجد کے لئے کرتا ہوں اس دعا اور نیت کے ساتھ کہ یہ لازماً انگلستان کی وسیع ترین مسجد ہو۔

یہ رات جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے بعض پہلوؤں سے ایک رات بھی کہلا سکتی ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو عارفانہ نکات ہمارے سامنے کھولے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رات دراصل تمام زمانہ نبوی پر محیط ہے اور اس پہلو سے ان آیات کا معنی یہ بنے گا کہ رات کے دو پہلو ہیں ایک وہ جب کہ وہ اندھیرے، جب ظلمات، طرح طرح کے خطرات انسانیت کو گھیر لیتے ہیں اور گناہ جو ہیں وہ کھل کھیلتے ہیں اور نیکیاں سو جاتی ہیں۔ جب ایسی رات، گناہوں کی رات بھیگ جاتی ہے یعنی اس کی کوکھ سے پھر وہ صبح کا عمل جاری ہوتا ہے جو اچانک یکدم صبح میں تبدیل نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کے اپنے آخری مقام اور منزل کو پہنچنے کے درمیان بہت سی ایسی منازل ہیں جنہیں طے کرنا پڑتا ہے پھر وہ مضمون آخر اس آخری مقام تک پہنچ جاتا ہے جب کہ وہ صبح جو اس رات کے جواب میں ہدایت کی صبح ہے وہ طلوع ہو جائے۔

اسی نقطہ نگاہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی لیلۃ القدر یعنی ایک رات نہیں بلکہ سارا زمانہ نبوی ہے جس نے تمام پہلے اندھیروں کو ایک ایک کو پکڑا اور اس کا منہ روشن کر دیا۔ نور سے نہلائے گئے وہ اندھیرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اندھیروں کی کوئی رمق کوئی نشان بھی باقی نہ چھوڑا۔ اس سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نبوت کے زمانے میں نازل ہونے والی شریعت کی وحی یا قرآن کریم ہے اور وہ مفسرین جنہوں نے اس طرف اشارہ کیا ہے بالکل درست کہا ہے کہ "اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ" میں "ہ" کی ضمیر قرآن کریم کی طرف جاتی ہے لیکن وہ اس مضمون کو بیان کر کے پھر آگے بڑھنے سے محروم رہ گئے یعنی گرم ہوئے ہاتھ لگایا لیکن پھر آگے دروازہ نہ کھول سکے۔ اس بحث میں اُلجھ گئے کہ لیلۃ القدر کونسی رات تھی جب قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا تھا۔ کیا یہ مطلب ہے کہ پہلی رات میں ہی سب نازل ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں یہ تو نہیں ہو سکتا۔ شاید یہ مراد ہو کہ آغاز ہوا ہے۔ شاید یہ مراد ہو کہ ہر رمضان میں جب "لیلۃ القدر" آیا کرتی تھی تو حضرت جبرئیل قرآن کریم کو دہرایا کرتے تھے۔ شاید یہ مراد ہو کہ لیلۃ القدر کے مضمون کے تعلق میں یہ وحی نازل ہوئی ہے۔ غرضیکہ بہت سے اشارے کئے، بہت سی تفاصیل بیان کیں مگر مطلب کی بات پانے کے باوجود پھر اسے آگے نہ بڑھا سکے۔

قرآن تو ہے مگر لیلۃ القدر سے کیا مراد ہے۔ ایک رات نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تمام زندگی کا وہ دور جس میں اندھیروں کو روشنی میں بدلنے کا آغاز ہوا اور یہ کام اپنے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ پس روح اور فرشتے جن کے اُترنے کا ذکر ہے کہ فجر تک وہ ضرور اُترتے رہیں گے۔ اس میں یہ ایک عظیم پیشگوئی تھی کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جس عظیم کام کے لئے عظیم الشان فرض کی ادائیگی کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے وہ آخری اور روشن تر شریعت کا نزول ہے اور جب تک یہ مکمل نہیں ہو جاتا لازماً جبرائیل اور فرشتے مسلسل اُترتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ صبح پوری طرح روشن ہو جائے۔

اس سے مراد یہ بھی بنتی ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی کی حفاظت کا بھی اعلان ہے۔ آپ نے صبح پیدا کرنی ہے جو شریعت کی صبح ہے۔ پس شریعت سے تعلق رکھنے والے فرشتے تو اس کے بعد پھر نہیں اُتریں گے اور اس مضمون میں کوئی سقم نہیں۔ پس وہ مفسرین جو "حتّیٰ" کے معاملے میں اُلجھ گئے اور ڈھونڈنے لگے کہ کیسے اس نقص سے بچیں کہ فرشتے صبح ہوئی تو بھاگ گئے اور چھوڑ گئے۔ مگر شریعت کی دائمی صبح کی بات ہے وہ شریعت جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے خاص تھی اور آپ پر یہ کام اتمام کو پہنچا اور تکمیل کو پہنچا تو پھر اس کے بعد شریعت کی وحی نازل کرنے والا فرشتہ کبھی نازل نہیں ہوگا اس معنے میں کوئی نقص نہیں بلکہ نہایت اعلیٰ درجہ کا مضمون ہے کیونکہ اگر شریعت کا نزول پایہ تکمیل کو پہنچ جائے، وہ کامل بھی ہو جائے اور محفوظ بھی ہو جائے اور سارے مضامین اپنے اندر سمیٹ لے تو اس کے بعد اگر شریعت کے نزول کے فرشتے نازل ہوں تو وہ خرابی پیدا کریں گے کوئی اصلاح کا کام نہیں کر سکتے کیونکہ کامل کے اوپر کچھ اضافہ نہیں ہو سکتا۔

> بسا اوقات رؤیا کے ذریعہ خدا تعالیٰ بڑے بڑے دلچسپ اور لطیف مضامین کھولتا ہے جن کو پھر میں آگے چلا دیتا ہوں۔

پس اس وعدے کا جو قرآن کریم میں مکی زندگی میں آغاز ہی میں دیا گیا تھا آخری جواب ہمیں اس وقت ملتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر شریعت مکمل ہو گئی اور آپ کے وصال کا وقت آ پہنچا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ : ۴)

آج وہ کام مکمل ہو گیا ہے، آج وہ صبح اپنے عروج کو پہنچ گئی ہے جسے اُبھارنے کے لئے، جسے پیدا کرنے کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر تیئیس سال وحی نازل ہوئی۔ یہ خوشخبری سن کر بہت سے صحابہ خوش ہوئے کہ "الیوم اکملت لکم دینکم" لیکن بعض صحابہ کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں، داڑھیاں آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔ پوچھا گیا کہ یہ کیا بات ہے اتنی خوشخبری اور آپ روتے کیوں ہیں۔ کہا تم دیکھ نہیں رہے کہ ہمارے آقا کی جدائی کا دن آ رہا ہے۔ جس غرض سے مبعوث فرمائے گئے تھے وہ صبح تو طلوع ہو گئی یعنی ہوتے ہوتے آخر اپنے انجام کو پہنچی۔ اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا کام اس دنیا میں ختم ہوا ہے اب یہ رفیق اعلیٰ کی طرف چلے جائیں گے اور ہمیں محروم چھوڑ جائیں گے۔

یہ دیکھیں لیلۃ القدر سے کیا مراد ہے اور فجر سے کیا مراد ہے۔ اور اس فجر کے بعد فرشتے پھر بھی نازل ہوتے رہیں گے مگر شریعت کے فرشتے نہیں اور یہ مضمون قیامت تک جاری رہے گا۔ پس اس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ دوسری جگہ یوں فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۞ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۞ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۞

(حٰم سجدہ : ۳۱ تا ۳۳)

کہ میرے وہ بندے جو میرے ہو جاتے ہیں "ربنا اللہ" کہہ دیتے ہیں پھر استقامت دکھاتے ہیں۔ ان پر ہمیشہ خدا کے فرشتے نازل ہوتے رہتے ہیں، ہوتے رہیں گے۔ یہ کہتے ہوئے کہ کوئی خوف نہ کرو، کوئی غم نہ کھاؤ۔ ہم آئے ہیں تو تمہیں چھوڑ کر جانے کے لئے نہیں۔

"نحن اولیٰؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ"

ہم دنیا میں بھی تمہارے ساتھ رہیں گے اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھ رہیں گے۔

پس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اوپر جس صبح کا

طلوع ہوا ہے یا آپ نے جس صبح کا طلوع فرمایا الیٰ سے، اذان کے ساتھ وہ سلامتی کے دائمی پیغام لے کر آئی ہے۔ پس سلامتی صبح تک ختم نہیں ہو جاتی بلکہ صبح کو سلامتی کا مضمون اپنے پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ اس پہلو سے لفظ "سلام" پر غور ہونا ضروری ہے کہ سلام کیا چیز ہے۔ میں مختصراً یہ بتا دوں کہ یہ جو رات کو رمضان کی آخری راتوں میں سے لیلۃ القدر کی تلاش کی جاتی ہے یہ مضمون غلط نہیں ہے۔ یہ جو میں مضمون بیان کر رہا ہوں اس سے متضاد نہیں ہے بلکہ اس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رات سے برکتیں پہنچانے کے لئے خدا تعالیٰ ان لمحات کو بار بار لاتا ہے جو ویسی ہی برکتیں رکھتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حیرت انگیز انکشاف فرمایا جو اکیلا ہی آپ کے غیر معمولی تعلق باللہ کے اوپر ایسی دلالت کرتا ہے کہ کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں چھوڑتا۔

آپ فرماتے ہیں کہ "خیر من الف شھر" سے مراد یہ ہے کہ تمام انسان کی زندگی اسی (۸۰) سال تک بھی پہنچ جائے تو وہ اس ایک لمحے کے اوپر قربان ہونے کے لائق ہے جو "لیلۃ القدر" کی رات کو خدا کے نور کا وہ لمحہ اس کو دکھا دے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی پر تمام عرصہ دراز رہے۔ وہ لمحات جو حضرت محمد رسول اللہ کی زندگی پر تمام عرصہ پھیلے ہوئے ہیں وہ آپ کی لیلۃ القدر کے لمحے تھے۔ اللہ کا احسان ہے کہ ہر سال لیلۃ القدر کے نام پر جو رات طلوع ہوتی ہے اس میں وہ لمحے کبھی شامل ہو جاتے ہیں جو برکتیں لے کر آتے ہیں ورنہ ہمیشہ کے لئے ہم ان برکتوں سے محروم رہ جاتے۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت سے فیض پانے سے وہ قوم، وہ مسلمان جو قیامت تک آپ کے وصال کے بعد محروم دکھائی دیتے ہیں، ہر سال ایک رات ایسی آتی ہے جب ان دور والوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ملانے کے چند لمحے نصیب ہو جاتے ہیں۔ وہ اگر کسی کو مل جائیں تو مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کی ساری زندگی سے بہتر ہیں۔ وہ ساری زندگی اس کے مقابل پر ہیچ اور بے حقیقت ہے، اس کے قدموں پہ قربان کرنے کے لائق بن جاتی ہے۔ پس یہ دو مضامین متضاد نہیں ہیں بلکہ ایک ہی مضمون کے مختلف پہلو ہیں۔

اب میں "سلام" سے متعلق آپ کو بتاتا ہوں کہ سلام کیا چیز ہے سب سے پہلے تو یاد رکھیں کہ "سلام" اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے، اس کا ایک اسم ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (الحشر: ۲۴)

تو سلام کی طرف سے ایک شریعت ملی ہے جس میں سلام کی تمام صفات ہونی چاہئیں یہ وہ مضمون ہے لفظ سلام کے اوپر غور کرنے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ دراصل انہی آیات کریمہ میں اس شریعت کا تعارف بھی فرما دیا گیا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نازل ہو رہی تھی اور اس کی تمام صفات کو ایک لفظ میں بیان فرما دیا "سلام"۔ چنانچہ سلام کے معانی کے تعلق میں Lane لکھتا ہے کہ:۔

SALAM SIGNIFIES SAFETY SECURITY, IMMUNITY OF FREEDOM FROM FAULTS, DEFECS, IMPERFECTIONS BLAMESHES OR VICES.

لین جو معنے بیان کرتا ہے یہ مرہون منت ہے پرانے مفسرین کا اور بے تکلف ان سے یہ بھرپور استفادہ کرتا ہے اور بسا اوقات ذکر بھی کرتا ہے اس میں شرماتا نہیں کہ یہ فلاں مفسر نے معنے کئے ہیں، یہ فلاں مفسر نے کئے ہیں۔ اس سے میں اخذ کر رہا ہوں مگر اس کا ہم پر احسان ہے کہ ہر قسم کے معنے اس نے اکٹھے کر دیتے ہیں۔

> آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی لیلۃ القدر محض ایک رات نہیں بلکہ سارا زمانہ نبوی ہے جس نے تمام پہلے اندھیروں کو ایک ایک کو پکڑا اور اس کا منہ روشن کر دیا۔

تو اس کا ترجمہ یہ بنے گا کہ لفظ سلام اس بات کی نشاندہی کرتا ہے یا اس بات کو سمیٹے ہوئے ہے، اپنے اندر اس کو SIGNIFY کرتا ہے، اس بات کا مظہر ہے یوں کہہ لیں سیفٹی، حفاظت، ہر قسم کی سیکیورٹی۔ سیفٹی اندرونی بھی ہو سکتی ہے، بیرونی بھی۔ سیفٹی حادثات کے تعلق میں بھی کہی جا سکتی ہے مگر سیکیورٹی میں غیر کے حملے کا مضمون بھی شامل ہو جاتا ہے۔ کہ بیرونی حملوں سے بچانے کے لئے حادثات اور اتفاق سے گزند اٹھانے کے تعلق میں بھی سلام جو ہے وہ حفاظت کرتا ہے۔ DEFENCE وہ IMMUNITY سسٹم ہے جس کو ہم IMMUNE سسٹم کہتے ہیں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ قوت جس کو خدا تعالیٰ ایسی دفاعی صلاحیتیں عطا کر دے کہ وہ ان چیزوں سے پاک ہو جائیں۔ IMMUNITY کے بعد کہتا ہے OR FREEDOM FROM FAULTS ہر قسم کی غلطی سے پاک ہو جائیں۔ DEFECTS- نقائص سے پاک ہو جائیں، IMPERFECTIONS غیر مکمل حالت سے پاک ہو جائیں۔ یعنی اس کا برعکس ہے کمال اور تکمیل۔ وہ صاحب تکمیل اور صاحب کمال ہو جائیگا۔ BLAMESHES کوئی داغ کسی قسم کا کوئی نقص دکھائی نہ دے OR VICES کسی بدی کا سوال نہ ہو۔

> وہ شریعت جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے خاص تھی اور آپ پر یہ کام اتمام کو پہنچا اور تکمیل کو پہنچا تو پھر اس کے بعد شریعت کی وحی نازل کرنے والا کوئی فرشتہ کبھی نازل نہیں ہوگا۔

تو "الیوم اکملت لکم دینکم" میں جو اکمال کا مضمون ہے وہ سارا لفظ "سلام" میں داخل ہے۔ "ورضیت لکم الاسلام دینا" تو اسلام میں خدا تعالیٰ کی صفت سلام جھلک رہی ہے اور بھرپور موجیں مار رہی ہے اس وقت۔ تو سلام سے جو مذہب پھوٹا ہے اس کا نام اسلام رکھا گیا۔ اور قرآن کریم نے اس کی یہ تعریف فرمائی ہے۔ مختلف مفسرین نے جو لفظ سلام پر غور کرکے باتیں بیان کی ہیں وہ اس ایک لفظ میں آجاتی ہیں۔ "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا"

پس وہ وعدہ جو اس سورت نے آغاز نبوت ہی میں کیا تھا اس کی حیرت انگیز تکمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر آخری لمحات میں نازل ہونے والی وحی میں سے ایک آیت میں ملتی ہے۔ یعنی وہ آیت جو میں نے بیان کی ہے۔ اور مفردات میں لکھا ہے "السلم والسلامة التعری من آفات الظاہرة والباطنة" حضرت امام راغب کہتے ہیں کہ جو حفاظت اور سیکیورٹی کی بات ہوتی ہے سلام میں وہ ظاہری طور پر بھی پوری ہوتی ہے اور باطنی طور پر بھی۔ کوئی پہلو انسانی زندگی کا ایسا نہیں ہے جو لفظ سلام کے تابع محفوظ نہ رہے۔ چنانچہ اس کی مثال دیتے ہیں۔ "بقلب سلیم" قرآن کریم میں جو آتا ہے اس میں اندرونی نقائص سے پاک ہوتا اور خطرات سے محفوظ رہنے کا ذکر ہے۔ "قلب سلیم" دل جو آماجگاہ ہے تمام نیکیوں کا اور بدیوں کا بھی بن جاتا ہے۔ اس کے متعلق جب کہا جائے قلب

سلیم تو مراد یہ ہوتی ہے کہ ہر قسم کے باری کے خطرے سے، ہر قسم کی ٹھوکر کے خطرے سے اس کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔ پاک، صاف، شفاف جیسے پیدا ہوا تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔ اور اگر بیرونی مضمون کو بیان کیا جائے تو مثال دیتے ہیں قرآن کریم میں کہ گائے کی وہ مثال جس کے متعلق بنی اسرائیل بار بار حضرت موسیٰ سے سوال کرتے تھے کہ وہ کیسی ہے۔ تو جس بات سے ان کی تسلی ہوئی "مسلمۃ لاشیۃ فیھا" ان کو بیان کیا گیا کہ کامل طور پر مسلم ہے۔ یعنی ہر قسم کے نظر آنے والے عیب سے پاک ہے ادنیٰ بھی عیب BLAMESH وغیرہ کا نشان اس میں نہیں دیکھو گے۔ تو حضرت امام راغب کی فراست کو دیکھیں کہ ان دو مختلف استعمالات کو قرآن سے اکٹھا کر کے ظاہر و باطن کے مضمون کو کیسی عمدگی سے بیان کر دیا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اوپر جس صبح کا طلوع ہوا ہے یا آپ نے جس صبح کا طلوع فرمایا اللہ کے اذن کے ساتھ، وہ صبح سلامتی کے دائمی پیغام لے کر آئی ہے۔ پس سلامتی صبح تک ختم نہیں ہو جاتی بلکہ صبح کو سلامتی کا مضمون اپنے پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:-

"اور اس جگہ یہ بات بھی یاد رہے کہ زمانے کے خاتمہ کے وقت جب کوئی مصلح آتا ہے اس کے ظہور کے وقت آسمان سے ایک انتشار نورانیت ہوتا ہے۔ یعنی اس کے اترنے کے ساتھ زمین پر ایک نور بھی اترتا ہے اور مستعد دلوں پر نازل ہوتا ہے۔"

یعنی لیلۃ القدر کے جو انوار نازل ہوتے ہیں اس وقت کے امام پر، وہ اردگرد بھی علاقے کو روشن کر دیتے ہیں۔ جیسے تیز روشنی کی دھار اوپر سے اترے تو علاقے کا علاقہ روشن ہو جاتا ہے، دور تک اس کا ایک اثر پہنچتا ہے۔ پس اسی سے ہم استنباط کر سکتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر جو نور نازل ہوا ہے چونکہ آپ کل عالم کے نبی تھے، تمام دنیا کے اندھیروں کو روشنی میں بدلنے والے تھے۔ پس اس نور کا ایک فیض عام سب دنیا تک پہنچنا لازم تھا۔ اور وہ فیض عام صرف مذہب سے تعلق نہیں رکھتا تھا بلکہ دنیا کے امور سے بھی تعلق رکھتا تھا یہ ایک دعویٰ ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے اس کا ثبوت کیا ہے۔ اس کے ثبوت سے تو قرآن بھرا پڑا ہے۔ میں نے چند دن پہلے درس میں بھی یہ بیان کیا تھا۔ وہ تمام امور دنیاوی ترقیات سے تعلق رکھنے والے جنہوں نے آئندہ زمانوں میں ظاہر ہونا تھا۔ ان کی خبر قرآن کریم میں دے کر اس بات کو ثابت کر دیا گیا کہ یہ سارے فیوض محمد مصطفیٰؐ کے فیض سے ہیں۔ اور وہ روشنی جو آپ پر نازل ہوئی ہے وہ لیلۃ القدر کا نور جو آپؐ کے دل پر اترا ہے وہ کل عالم کے لئے ہے۔ تم اس کے ظاہری فیوض سے تو فائدہ اٹھاؤ گے اور ہم ابھی مطلع کر دیتے ہیں کہ ایسی ایسی برکتیں اور ایسے ایسے فیوض تمہیں نصیب ہوں گے جو تمہاری دنیا کو بنا دیں گے مگر اگر اصل نور سے محروم رہو تو بڑی محرومی ہے۔ پس اس مضمون کو ان آیات کے تعلق میں پڑھیں تو دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عارفانہ کلام کل عالم کو روشنی سے بھرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ روشنی جو قرآن سے لیتے ہیں اور انہیں دکھاتے ہیں موجود تھی مگر پہلے دکھائی نہیں دیتی تھی اچانک آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سے

مضامین انسان کو عطا ہوتے ہیں۔

پس ایک معنی تو یہ ہے جو مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ باقی دنیا جن علوم فیض پاتی ہے ایک نئے دور سے فیض پاتی ہے وہ بھی دراصل فیض نبوت کا ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے وصال کے بعد آج تک یہ سلسلہ جاری ہے اور ایک بھی ایسا دور نہیں جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود نہ ہو، اسے کیسے اتفاقی قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہر دور بتا رہا ہے کہ تم محمد رسول اللہ کے مرہون منت ہو لیکن پہچانتے نہیں ہو۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کو محمد رسول اللہ سے باندھنے کے لئے خصوصاً آخری زمانہ میں جو انکشافات ہیں ان کو محمد رسول اللہ کا فیض سمجھانے کی خاطر فرمایا:

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝

(سورۃ الزلزال)

وہ زمانہ جب کہ زمین اپنے خزانے اگل دے گی اور اپنے اسرار کھول دے گی دنیا پر۔ وہ زمانہ جب کہ زمین اپنے راز بیان کرنے لگے گی۔ کیوں ایسا ہوگا اس لئے کہ اسے محمدؐ "بان ربک اوحیٰ لھا" اس لئے کہ تیرے رب نے اس پر وحی کی ہے۔ تیری وحی کی تائید میں وہ بولے اور اپنے راز دنیا پر کھولے۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات میں دیکھیں کیسے سب پیشگوئیاں مرکوز ہو گئیں جس کے لئے کسی انسانی تائید کی ضرورت نہیں، خدا خود تائید فرما رہا ہے۔ خدا کا کلام خود بول رہا ہے۔ یہ لیلۃ القدر بہت وسیع لیلۃ القدر ہے۔ یعنی اس لیلۃ القدر کے آخر پر جو انوار کا نزول ہوتا ہے وہ ہر طرف سے جو کو بھر دے گا اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ پس نزول ملائک ختم نہیں ہوگا۔ نزول ملائک کا وہ دور ختم ہوگا جس میں شریعت نازل ہوتی ہے۔ اور پھر جب فجر آئے تو پھر انوار کی تو بارشیں ہوں گی ہر طرف اور نور نبوت دنیا کو روشن تر کرتا چلا جائے گا۔

وہ تمام امور دنیاوی ترقیات سے تعلق رکھنے والے جنہوں نے آئندہ زمانوں میں ظاہر ہونا تھا ان کی خبر قرآن کریم میں دے کر اس بات کو ثابت کر دیا گیا کہ یہ سارے فیوض محمد مصطفیٰؐ کے فیض سے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"دوم واضح ہو کہ عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا محدث اصلاح خلق اللہ کے لئے آسمان سے اترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے ہمرکاب ایسے فرشتے اترا کرتے ہیں جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور برابر اترتے رہتے ہیں جب تک کفر و ضلالت کی ظلمت دور ہو کر ایمان اور راستبازی کی صبح صادق نمودار ہو۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:-

"تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝"

تو یہ دور ہے جو جزوی طور پر ہر نبی کے وقت ظاہر ہوتا ہے مگر اپنے درجہ کمال کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں پہنچا اور تمام امور کو اس نے گھیرے میں لے لیا کچھ بھی باقی نہیں رکھا۔ اور لفظ سلام آپ کی وحی کے ساتھ خاص بتا رہا ہے۔ جو دنیا میں کسی اور نبی کی وحی کے آغاز اور انتہا کی نوعیت کو بیان کرنے کے لئے استعمال نہیں ہوا کوئی ہے تو نکال کر دکھائیں۔ تمام دنیا میں وحی کے نزول کا مضمون اتار کا ملتا

ہے کیونکہ کثرت سے انبیاء پیدا ہوتے ہیں۔ مگر شریعت کی نوعیت بیان کرنے کی خاطر لفظ سلام یعنی خدا کا اسم سلام، خدا کا نام سلام بیان کرتے ہوئے اس شریعت کا تعارف نہیں فرمایا گیا۔

پس یہ جو سلام ہے یہ قیامت تک جاری و ساری ہے اور فرشتے اس سلام کی تائید میں ہمیشہ نازل ہوتے رہیں گے مگر انسان اپنے آپ کو اس کا اہل بنائے۔ اور اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ لیلۃ القدر کے لمحے حاصل کرنے کی کوشش کرے جو ہر رمضان مبارک میں ہمارے لئے آسمان سے پھر اتاری جاتی ہے۔ تو دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے آسانیاں بھی فرمادی ہیں۔ جو چیزیں ہماری پہنچ سے بہت بالا ہیں انہیں قریب تر فرما دیتا ہے۔ سماء الدنیا میں اللہ کا نزول یا زمین پر آسمان سے اترنا یہ معنی تو نہیں ہے کہ خدا کوئی جسمانی وجود ہے جو اوپر سے جیسے سیڑھیاں اترتے ہیں یا کوئی چیز لٹکتے ہوئے نیچے آتی ہے اس طرح خدا اترتا ہے۔ خدا تو ہر جگہ ہے اس کا نزول، نزول صفاتی ہے۔ وہ اپنی ذات کا تعارف کرانے کے لئے قریب تر آجاتا ہے اور جسے وہ لمحے نصیب ہو جائیں اس کی پھر ساری زندگی سلام سے بھر جاتی ہے۔

پس اپنی زندگی کے تمام خدشات کو دور کرنے کے لئے یاد رکھو کہ تمام کائنات کو سلام ہمیشہ کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی کے لمحوں کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے اور باندھ دیا گیا ہے۔ ایسا کہ کوئی اسے اب کاٹ کر الگ نہیں کر سکتا۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے وابستہ ہو گا۔ آپؐ کی زندگی کے ہر لمحے سے فیضیاب ہو گا اور شریعت محمدیہ نے کوئی پہلو انسانی زندگی کی دلچسپی کا نہیں چھوڑا جس کا ذکر نہ فرمایا ہو اور جہاں سلام حاصل کرنے کے طریق نہ سمجھائے ہوں۔ اور ایک رات ایسی بھی آتی ہے جب کہ جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی کے لمحات ساری کائنات پر ہمیشہ ہمیش کے لئے چھا گئے اور ساری راتوں کو ایک دائمی روشن دن میں تبدیل کر دیا۔ اسی طرح ایک انسان اپنی ذات کے لئے اپنی کوشش تو کرے کہ ان لمحوں میں سے ایک لمحہ اس کو ایک رات کا نصیب ہو جائے جو اس کی ساری زندگی کو روشن دن میں بدل دے گا۔

پس یہاں وہ حتیٰ مطلع الفجر کا معنی یہ ہو جائے گا انفرادی نوعیت سے کہ اگر تم کوشش کرو اور اس رات کے ان پاک لمحوں کی تلاش میں جدوجہد کرو اور دعائیں کرو تو بعید نہیں کہ تمہیں محمد رسول اللہ کے لمحات میں سے ایک ایسا لمحہ نصیب ہو جائے جو تعلق باللہ کا ایسا لمحہ ہے جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ہمیشہ تعلق باللہ تھا تو وہ ایک لمحہ ایسا ہو گا جو تمہاری ساری زندگی، اسی سالہ زندگی پر حاوی ہو جائے گا، اس سے زیادہ قابل قدر ہو گا، وہ زندگی اس ایک لمحے پر قربان کرنے کے لائق ٹھہرے گی۔ پس اس پہلو سے اللہ بہتر جانتا ہے کہ جو گزری ہوئی رات تھی وہی لیلۃ القدر تھی یا لیلۃ القدر اور آنے والی ہے۔ مگر بہتوں کو اللہ ضرور ایسی زندگی بخشے گا کہ اس لیلۃ القدر کے حصول کے مواقع وہ پاتے رہیں گے۔

> اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نورانی لمحات نے حضرت مسیح موعود کے وجود کو روشن نہ کیا ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ آپ کی وساطت سے اور آپ کے فیض سے ہم اولین سے جا ملتے۔

مگر جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے یہ نہ بھولیں کہ آپ ایک اور لیلۃ القدر کے دور سے گزر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے اولین کو آخرین سے ملانے کا زمانہ ہے۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نورانی لمحات نے حضرت مسیح موعود کا وجود روشن نہ کیا ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ آپ کی وساطت اور آپ کے فیض سے ہم اولین سے جا ملتے۔ پس آپ کے لئے تو پھر ایک جاری دور ہے لیلۃ القدر کا۔ اس لیلۃ القدر میں آپ ایسی نیکیاں کما سکتے ہیں کہ جب قرآن کا وعدہ آپ کے حق میں پورا ہو کہ آپ دور رہتے ہوئے بھی، زمانی فاصلوں کے لحاظ سے بھی اور جسمانی فاصلوں کے لحاظ سے بھی، پھر بھی اس زمانے کے اتنے قریب کر دئے جائیں کہ قرآن کا یہ بیان آپ کے حق میں پورا ہو کہ آخرین ہوتے ہوئے آپ اولین سے آملے ہیں۔

پس آپ کے لئے تو لمحات ہی لمحات ہیں۔ ایک سال کا کیا انتظار کرتے ہیں اپنی ساری زندگیوں کو لیلۃ القدر کیوں نہیں بناتے۔ کیونکہ پھر آپ کی زندگیاں ان لمحات سے بھر جائیں گی جن سے باقی لوگوں کی زندگیاں روشن ہوں گی۔ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا فیض آپ کی صحبت میں گزارے ہوئے لمحات سے حاصل کریں گے۔ تو اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ لیلۃ القدر کے ہر پہلو سے استفادہ کریں۔ اپنی راتوں کو بھی صبحوں میں تبدیل کر دیں اور اس دنیا کی راتوں کو بھی صبح میں تبدیل کر دیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد اقامت الصلوٰۃ سے قبل حضور انور نے فرمایا:-

ابھی وعدوں کو میں نے اپنے پاس بھجوانے کا اعلان نہیں کیا تھا لیکن ان لمحات سے برکت حاصل کرنے کی خاطر عزیزم عطاء المجیب صاحب راشد نے فوری طور پر ایک چٹ بھیجی ہے کہ میں اپنی بیوی، قانتہ شاہدہ اور اپنے بیٹے عطاء المنعم اور اپنی طرف سے پانچ ہزار پاؤنڈ کا وعدہ پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیق بڑھائے۔ ہر اعلان ضروری نہیں ہوتا کیا جائے مگر میں اس لئے بھی کر رہا ہوں کہ ایک شخص کو شامل کرنا بھول گئے ہیں جس کا فیض پا رہے ہیں۔ حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مرحوم۔ تو میں ان کی طرف سے ان کا نام اس میں داخل کرتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کو بھی اس کا فیض ہمیشہ پہنچتا رہے گا۔ آئیے اب نماز پڑھ لیں۔

> سب سے بڑا مال دار، سب سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ حسین وہ ہے جس کے دل میں تقویٰ بلتا ہے۔

تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے خاکسار ...
مکرم چوہدری فتح محمد صاحب درویش
... احمد دیوس آف ... کا نواسہ
مکرم جستر ...
چوہدری تجویز ... ہے۔ اللہ تعالیٰ نوموں کو ...
احمدیہ اور انسانیت کا سچا خادم دین جائے۔
... کی ذیلی تنظیم U.N.D.P میں ملازمت کیلئے
... دعا کی درخواست ہے کہ اگر ... ملازمت
... کا ...
کامیاب ...

پہلی بیٹی سے ...
مرحوم آف قاد...
ہے۔ ...
اس ...

وقت بہت بڑی دولت ہے

عبدالباسط شاہد

وقت کی قدر و قیمت سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا مگر بعض اوقات ہم دانستہ یا نادانستہ ایسی باتوں سے مشغول ہو جاتے ہیں بلکہ الجھ کر رہ جاتے ہیں جو ہمارے وقت کی بربادی کا باعث بنتی ہیں

خرید و فروخت ایک ایسی ضرورت ہے جس سے کوئی بھی الگ نہیں رہ سکتا آپ خود کوئی چیز خریدیں یا آپکے لئے کوئی اور خریدے مگر خریدنا ضروری ہے عورتوں میں شاپنگ کا اہتمام بالعموم کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے آپ اپنے کسی دوست کے ہمراہ بازار گئے۔ اس دوست نے اپنی ضروریات کی فہرست تیار کر رکھی ہے اور اس نے ان اشیاء کی قیمت کا اندازہ کر کے کچھ رقم بھی اپنی جیب میں رکھی ہوئی ہے وہاں جاکر یا یوں کہہ لیجئے کہ اسے خریداری کرتے دیکھ کر آپ کو خیال آیا کہ اس نے جو اشیاء خریدی ہیں ان میں سے فلاں فلاں چیز تو مجھے بھی بہت اچھی لگتی ہے آج اچھا موقعہ ہے۔ ایک سمجھدار دوست بھی ساتھ ہے جو مجھے اچھا مشورہ دے سکیگا۔ لگے ہاتھوں میں بھی یہ اشیاء خرید ہی لینا ہوں لہذا آپ نے وہ چیزیں خرید لیں۔ بعض اوقات تو آپکے پاس اتنی رقم موجود ہوگی مگر اکثر اوقات نہیں بھی ہوتی ہوگی اب آپ کے لئے دو ہی رستے کھلے ہیں اگر آپکا دوست آپکو قرض دے سکے تو اس سے قرض لے لیا جاوے یا دکاندار سے ادھار کیا جائے۔ (ہمارے ہاں ابھی کارڈز وغیرہ پر خریداری کا رواج نہیں ہوا) ہر دو صورتوں میں نتیجہ تو ایک ہی ہے کہ آپ مقروض ہو گئے حالانکہ ابھی ان اشیاء کی آپکو ایسی ضرورت نہ تھی کہ آپ انکے بغیر گذارہ نہ کر سکتے اصل مقصد یہاں پر یہ بتانا نہیں کہ اس طرح بغیر آپ مالی لحاظ سے مقروض ہو گئے ہیں بلکہ اس خریداری میں آپ کے قیمتی وقت کے بہت سے ایسے لمحات (بعض اوقات گھنٹے اور دن بھی) ضائع ہو گئے جنہیں کسی بہتر مصرف میں استعمال کر کے ان سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا تھا۔

قرض کی پریشانی بھی ایک تسلسل لئے ہوئے ہوتی ہے جس سے اور کئی پریشانیاں پیدا ہو سکتی ہیں مگر وقت کے ضیاع کے لحاظ سے بھی بات یہاں پر ہی ختم نہیں ہو جاتی۔ وہ زائد اشیا جو ہم نے اس طرح خریدی تھیں اب انکے لئے جگہ نکالی جائیگی۔ فرض کیجئے آپ نے مکان کی آرائش کے لئے کوئی اچھی سی تصویر یا سینیری خریدی ہے اس کی جگہ بنانے کے لئے اس کا موزوں جگہ کا انتخاب کرنے کے لئے آپکو ابھی اور وقت کی ضرورت ہے گویا وقت کی دولت کا نقصان بھی مسلسل چل رہا ہے آپنے کچھ وقت صرف کر کے اس سینری کو مناسب جگہ پر لگا دیا اور پہلے سے وہاں جو تصویر تھی اسے اُتار کر سٹور میں پہنچا دیا (اگر آپ ایسے خوش قسمت ہیں جن کے پاس سٹور کی سہولت موجود ہے) جب تک یہ سینری آپ کے سٹور میں رکھی رہے یہ چیزوں کی صفائی اور ترتیب کے وقت آپ سے وقت کا خراج کسی نہ کسی شکل میں مانگتی رہے گی۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ اصل بات یہ نہیں ہے کہ آپ کے پاس کیا کیا کچھ ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ آپ کس کس چیز سے روزمرہ کی زندگی میں استفادہ کرتے ہیں۔

ایک اور مثال اس امر کو اور واضح کر سکے گی۔ آپ کراچی جا رہے ہیں آپ کے بہت اچھے دوست کے ایک بہت اچھے ملنے والے آپ کے پاس آئے کہ یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کراچی جا رہے ہیں میرے دوست نے مجھے بتایا تھا۔ آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ وہاں رخصت گزارنے جا رہے ہیں۔ رخصتوں کے فوائد اور کراچی کی سیر کے فوائد پر ایک برجستہ تقریر کے بعد" اگر آپ کے لئے کوئی دقت نہ ہو تو میرے دوست کے لئے یہ مٹھائی لیتے جائیں۔ اسے پنجاب کی مٹھائی بہت پسند ہے" کیوں نہیں یہ تو بہت ہی معمولی کام ہے۔ میں بخوشی آپ کا یہ کام کر دوں گا۔ ویسے تو میں خود ہی پہنچانے میں خوشی محسوس کروں گا مگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہوا تو فون تو جاتے ہی کر دیا جائے گا۔"

وہ صاحب مٹھائی دے کر چلے گئے ہو سکتا ہے کہ آپ کے سامان کے ساتھ ایسی چیز جو دب کر خراب ہو جائے اس کی گنجائش ہی نہ ہو مگر اب آپ کو بمشکل گنجائش نکالنی پڑے گی۔ اور بھی بہت سی باتیں ہو سکتی ہیں مگر لمبی بات کو مختصر کرتے ہوئے یوں سمجھ لیں کہ آپ بخیر و عافیت یعنی مٹھائی کے ساتھ وہاں کراچی پہنچ گئے اور اگر آپ بہت ہی فرض شناس اور ذمہ دار ہیں تو وہاں کی آؤ بھگت اور مصروفیات اور سفر کی تکان کے باوجود آپ نے فون بھی کر دیا مگر ضروری تو نہیں کہ وہ صاحب آپ کی راہ ہی دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے کہہ دیا کہ میں فرصت ملنے پر حاصل کر لوں گا۔ آپ کا شکریہ۔ دو دن انتظار کے بعد آپ نے پھر فون کیا تو انہوں نے بہت معذرت کے انداز میں کہا کہ افسوس میں تو فرصت ہی نہیں پا سکا۔ بہر حال جیسے ہی فرصت ملے گی میں یہ مرغوب تحفہ حاصل کر لوں گا ہوتے ہوتے آپ کی واپسی کا دن نزدیک آگیا۔ آپ نے ٹیکسی پر ان کے ہاں جاکر ان کی امانت ان کے سپرد کی کچھ معذرت وغیرہ کے بعد جب اس سے خوش کرنے کی نوبت آئی تو صد افسوس کہ وہ کھانے کے قابل ہی نہ رہی تھی ..... بھیجنے والے کا جذبہ محبت و اخوت اپنی جگہ کتنا بھی قابل قدر ہو اس نے اس سارے کام میں علاوہ اور باتوں کے جو وقت صرف ہوا یا ضائع ہوا اس کا اندازہ نہیں لگایا۔ اور آپ بھی مروت میں انکار نہ کر سکے حالانکہ اگر ہم قرآنی آداب کو مد نظر رکھیں اور ان پر بشرح صدر عمل بھی کریں تو جس طرح قرآن مجید میں یہ سکھاتا ہے کہ اگر کوئی ملنے والا آئے اور آپ اس وقت کسی وجہ سے اس سے نہ مل سکتے ہوں تو اسے بتا دیں اور آنے والے کو بغیر کسی ملال کے واپس چلے جانا چاہیئے۔ یہاں پر بھی بہت عمدہ طریق سے یہ بات بتائی جا سکتی تھی کہ یہ کام تو بہت معمولی ہے مگر اس میں کراچی کے حالات کے پیش نظر یہ مشکل ہو سکتا ہے لہذا معذرت خواہ ہوں اس پُر خلوص معذرت سے آپ بآسانی ضیاع وقت اور دوسری کئی پریشانیوں سے بچ سکتے تھے۔

اس مثال میں کراچی کا ذکر اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ پاکستان میں کراچی سب سے زیادہ مصروف شہر سمجھا جاتا ہے۔ (دوسرے ممالک میں تو مصروفیات کا یہ عالم ہی اور ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہاں ترقی کی رفتار بھی بہت زیادہ ہے) مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر ایسے آدمی کے لئے جو اپنے وقت کی قیمت کو جانتا ہے جو وقت سے استفادہ کرنا چاہتا ہے جو وقت کی ناقدری کو ذاتی اور جماعتی گناہ سمجھتا ہے اس کے لئے تو ہر جگہ اور ہر وقت ہی مصروفیت کا وقت ہونا چاہیئے تکان جسمانی سے زیادہ ذہنی حالت کا نام ہے اور دماغ کی اس حالت پر تحقیق کرنے والوں کے نزدیک ایک مصروفیت کی بجائے کوئی اور پسندیدہ مصروفیت اختیار کرنے سے بھی تکان دور ہو سکتی ہے۔ جسمانی تکان سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا مگر وہ شخص تو بہت ہی خوش قسمت ہے جو جائز اور پسندیدہ مصروفیات میں اپنے آپ کو اتنا تھکا لے کہ اسے لیٹتے ہی پر سکون نیند آجائے اور نیند سے اُٹھنے پر وہ اپنے مفید اور نتیجہ خیز کاموں میں پھر مصروف ہو جائے اس صورت میں وہ بہت سی جسمانی اور اخلاقی بیماریوں سے محفوظ رہ کر وقت کی دولت کو مناسب طریق پر استعمال کرے گا۔ آپ دیکھیں گے کہ اس طرح مصروف رہنے والے خوش قسمت کو "وقت کی کمی" کی شکایت نہیں ہوگی بلکہ وہ ایک خاص کیفیت میں خوشی اور سرور کے ساتھ اپنے آپ کو صحت مند اور ہلکا پھلکا سمجھتے ہوئے اور زیادہ کام کر سکے گا۔ اور زیادہ فوائد حاصل کر سکے گا +

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"دیکھو اب کام تم کرتے ہو۔ اپنی جانوں اور اپنے کنبوں پر رحم کرتے ہو۔ بچوں پر تمہیں رحم آتا ہے جس طرح اب اُن پر رحم کرتے ہو۔ یہ بھی ایک طریق ہے کہ نمازوں میں اُن کیلئے دعائیں کرو۔ رکوع میں بھی دُعا کرو۔ پھر سجدہ میں دُعا کرو۔ اللہ تعالیٰ اس بلا کو پھیر دے۔ اور عذاب سے محفوظ رکھے۔ جو دُعا کرتا ہے وہ محروم نہیں رہتا۔ یہ کبھی ممکن نہیں ہے کہ دُعائیں کرنے والا غافل پلید کی طرح مارا جائے۔ اگر ایسا نہ ہو تو خدا بھی پہچانا ہی جائے۔ اپنے صادق بندوں اور غیروں میں امتیاز کر لیتا ہے۔ ایک پکڑا جاتا ہے دوسرا بچایا جاتا ہے غرض ایسا ہی کرو کہ پورے طور پر تم میں سچا اخلاص پیدا ہو جائے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۶۶)

بقیہ صفحہ اوّل

مل کر نماز پڑھ لیں۔ ہم سچائی کے پابند ہیں۔ آپ۔ ہمیں شریعت اسلام دین حق سے باہر مجبور نہیں کر سکتے۔ جب اس میں یہ بالاتفاق مسلمہ مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے تو ہم انہیں کس طرح مسلمان کہیں۔ اور ان مکفرین اہل حق کو کافر نہ جانیں۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۷۷، صفحہ ۳۷۸)

بقیہ صفحہ ۲ (افکار عالیہ)

کے گلوں کے طوق بن گئے ہیں اور وہ ان سے ان کو رہائی دلاتا ہے تو یہ وہ مضمون ہے کہ ہمیں ایسے لوگوں کے رستے پر نہ چلانا جن کی تعلیمات ان کے لئے رفتہ رفتہ اصر بن گئیں۔ اس میں اضافے ہونے شروع ہو گئے، رسم و رواج پیدا ہو گئے۔ ایسی مشکل بنا دی گئیں۔ کہ پھر ان پر عمل نہیں ہو سکتا تھا اور پھر ایسے بھی لوگ تھے جن کی تعلیمات رفتہ رفتہ ٹیکس کی وصولی کی طرح بوجھل اور قابل نفرت بن گئیں۔ جب ان سے ان تعلیمات پر عمل کرنے کا مطالبہ کیا جاتا تھا تو سننے والے یہ سمجھتے تھے کہ یہ کیا مصیبت ہے۔ (۔)

تو دیکھیں کتنی اچھی دعا سکھا دی۔ فرمایا اے خدا تیری تعلیم کو ہم قبول کریں گے لیکن ہم تجھ سے کچھ گزارشات کرتے ہیں۔ ہم ہر چیز پر ایمان لے آئے۔ یہ عہد کر بیٹھے ہیں جو سنیں گے اس کی اطاعت کریں گے لیکن اب ہمارے ساتھ ذرا ایک CODE OF CONTACT طے ہو جائے۔ ایک ایسا طریق کار واضح ہو جائے جس پر ہم سے تیرا معاملہ ہوگا۔ ایک یہ کہ خطا تو شمار میں ہی نہیں آئے گی۔ بھول چوک معاف۔ پرانے لوگوں کی غلطیاں دوہرانے کی تو ہمیں توفیق ہی نہیں بخشے گا۔ ہم تیری تعلیم کو ہرگز اپنے لئے بوجھ نہیں بننے دیں گے اور نہ تیری تعلیم کو بوجھ شمار کریں گے اور ٹیکس شمار کریں گے۔ پھر اس کے بعد کیا ہے۔ (۔) اس کے باوجود ہمیں پتہ نہیں کہ پھر بھی کیا کیا ہونے والا ہے۔ جہاں تک گزشتہ تاریخ کے سبق ہیں وہ تو ہم نے حاصل کئے لیکن اپنی کمزوریوں سے ہم پھر بھی واقف نہیں ہیں۔ (۔) تو نے وعدہ فرمایا ہے (۔) پس اس وعدے کو یاد دلاتے ہیں اور پھر یہ تاکیداً عرض ہے کہ ہم میں جتنی طاقت ہے اس سے زیادہ ہم پر بوجھ نہیں ڈالا۔ طاقت دیکھ کر بوجھ ڈالنا اور اس کے بعد پھر بعد میں کیا سلوک ہو۔ (۔) اے خدا! عفو کا سلوک فرمانا۔ پھر بھی گناہ ہوں گے تو دیکھنا ہی نہ گویا گناہ ایک طرف ہو رہے ہیں اور تیری نظریں دوسری طرف ہیں۔ اور جو گناہ تیری نظر کے سامنے آ جائیں ویسے تو ہر چیز پر خدا کی نظر ہے۔ لیکن ایک اسلوب بیان ہے۔ جس طرح بعض لوگ حلم کا سلوک کرنے والے، مغفرت کا سلوک کرنے والے عفو سے آغاز کرتے ہیں اور کوشش کرتے رہتے ہیں کہ کوئی برائی نظر کے سامنے ہی نہ آئے۔ برائی کو اس وقت دیکھتے ہیں جب پکڑنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا بھی یہی طریق تھا۔ مجھے یاد ہے بچپن میں آپ جب گھروں میں آیا کرتے تھے تو ہم بچپن کی کئی قسم کے بے ہودہ حرکتیں کیا کرتے تھے تو آپ اس طرح غفلت کی نظر سے دیکھتے ہوئے گزرتے تھے جیسے پتہ ہی نہیں لگا اور اس وقت دیکھتے تھے جب پکڑنے کا ارادہ ہو۔ جب سمجھیں کہ اب معاملہ کچھ ہاتھ سے بڑھتا چلا گیا ہے۔ لیکن خدا سے یہ دعا نہیں ہے کہ ہمیں اس وقت گناہوں میں دیکھنا جب پکڑنے کا ارادہ ہو۔ فرمایا جب دیکھنا تو بخشش کے ارادے سے دیکھنا۔ جب پکڑے جائیں، بات کھل جائے تو بار بار رحم فرمانا استحقاق کوئی نہیں بار بار کی غلطیاں ہوں گی تیرے حضور حاضر ہوں گے کچھ لے کر نہیں ہوں گے ایسے اقرار بار بار توڑ چکے ہوں گے جو تیرے حضور مضبوطی سے باندھے ہوں گے۔ کتنی دفعہ توبہ کی ہوگی ایسی صورت میں رحم کا سلوک فرماتا کیونکہ بڑے کمزور عاجز انسان ہیں ان کا کام ہی یہی ہے غلطیاں کرنا......

(ذوق عبادت اور آداب دعا ص ۱۸۹ تا ص ۱۹۵)

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ ۹ مارچ ۱۹۹۵ء)

مکرم سائیں عبد الرحمٰن صاحب درویش وفات پا گئے

افسوس مکرم سائیں عبد الرحمٰن صاحب درویش مورخہ ۱۶/۴/۹۵ کو ڈیڑھ ماہ فریش رہ کر وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی ولادت ۱۹۰۲ء میں ڈھپئی قادیان سے قریب ایک گاؤں میں مکرم فضل دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں ہوئی۔ پارٹیشن سے قبل مڈل تک تعلیم حاصل کی بعدہ کچھ عرصہ بڑھئی اور راج گری کا کام کیا ۱۹۴۱ء میں ملٹری میں بھرتی ہوئے اور ۴۶ء میں ملازمت چھوڑ دی۔ ۱۹۴۷ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے آبادی قادیان کے لئے تحریک فرمائی تو آپ کی والدہ نے گھر کے لڑکوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ تم میں سے کون رہے گا چنانچہ آپ نے کہا میں رہوں گا۔ والدہ نے فرمایا پھر وہاں سے واپس نہ آنا چنانچہ آپ مرتے دم تک قادیان میں رہے اور ۳۱۳ درویشان میں شامل ہوئے آپ بڑے فخر سے فرماتے تھے کہ میرے والدین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کی اور میں چاروں خلفاء کا خادم ہوں۔ مرحوم نیک، صوم صلوٰۃ کے پابند نہایت بہادر جفاکش اور نڈر، صابر و شاکر آدمی تھے۔ عرصہ تقریباً ۲۰ سال سے دمہ کی تکلیف میں مبتلاء رہے۔ تین سال قبل آپ کی اہلیہ بھی وفات پا چکی تھیں۔ آپکی دو بیٹیاں شادی شدہ پاکستان میں ہیں اور ایک ربیبہ مکرم جہاں آراء صاحبہ ہے جسے آپ نے ہمیشہ اپنی بیٹیوں جیسا سلوک کیا موصوفہ اور ان کے خاوند منگل دین صاحب نے مرحوم کی بہت خدمت کی۔ اسی روز بعد نماز عصر جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے نماز جنازہ ادا کی بعدہ بہشتی مقبرہ کی نئی توسیع شدہ جگہ میں قطعہ نمبر ۱ میں جو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے ۳۱۳ درویشان کیلئے مخصوص فرمایا ہے سب سے پہلے تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں مقام قرب میں جگہ دے۔ اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

طالب دعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/s NISHA LEATHER
SPECIALISTIN: LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19A, JAWAHARLAL NAHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

PHONE. 543105
Star CHAPPALS
WHOLLESELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO 7, FAHIMABAD COLONY, KANPUR-1
PIN-208001

Ch. ALAVI RABIYAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

FOR
DOLOO SUPREME
CTC TEA IN 100 GMS & 200 GMS POUCHES
contact:-
TAAS CO.
P-48- PRINCEP STREET:- CALCUTTA- 700072.
PHONES - 263282, 279302 -

اعلان برائے جلسہ سالانہ یو۔کے ۹۵ء

جملہ امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے امسال جلسہ سالانہ یو۔کے۔ مورخہ ۲۸۔ ۲۹ اور ۳۰ جولائی ۱۹۹۵ء کو اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ میں منعقد ہو رہا ہے۔

مکرم اے۔ پی۔ ارشد صاحب افسر جلسہ سالانہ اور مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد مشنری انچارج یو۔کے افسر جلسہ گاہ ہوں گے۔

اس جلسہ میں شرکت کے خواہشمند احباب و خواتین کے کوائف حسب سرکلر نظارت امور عامہ قادیان اپنی تصدیق کے ساتھ جلد بھجوا دیں۔ تاکہ انہیں لندن سے آمدہ دعوت نامے / سپانسر شپ بھجوائے جا سکیں جسے وہ دہلی کے برطانیہ ہائی کمیشن یا اپنے علاقہ کے کونسلیٹ میں پیش کرکے ویزا حاصل کر سکیں۔ اس جلسہ کی عظیم الشان کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

جلسہ سالانہ قادیان ۹۵ء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ۱۰۴ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے لئے ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء بروز منگل۔ بدھ۔ جمعرات۔ کی تاریخوں کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

احباب اس روحانی جلسہ میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ نیز اس جلسہ کی کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ولادت

خاکسار کے ہاں ۱۵/۱ کو بچی تولد ہوئی ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے "انیقہ" نام تجویز فرمایا۔
بچی کی صحت و سلامتی درازی عمر اور خادمہ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ عزیزہ مکرم محمد احمد کالا افغاناں درویش قادیان کی پوتی اور مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب بمبئی کی نواسی ہے۔ دا عانت بدر ۵

(خاکسار منور احمد کارکن دفتر محاسب)

درخواستِ دُعا

خاکسار کے بہنوئی طارق حبیب گدت صاحب آف جرمنی ایک نیا کاروبار شروع کر رہے ہیں۔ ان کے کاروبار میں برکت کے لئے اور بچوں کی دینی دنیاوی ترقیات کے لئے نیز دوسری بہن جو کہ سوئٹزرلینڈ میں رہتی ہے کی ایک لڑکی ہے نرینہ اولاد کے لئے دعا کی درخواست ہے (مسعود احمد چوہدری کارکن فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان)

جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ

مندرجہ ذیل جماعتوں نے جلسہ یوم مسیح موعودؑ اپنے اپنے ہاں بڑی شان سے منانے کی مفصل رپورٹیں بھجوائی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے آمین۔ جماعت احمدیہ قادیان۔ ساگر۔ یادگیر۔ تیاپور۔ مسکرہ۔ بنگلور۔ عثمان آباد موسیٰ بنی مائنز۔ گرولائی۔ آبراپورم۔ پینگاڈی۔ جمشید پور۔ پنکال۔ شیموگہ۔ کرڈاپلی۔ شاہجہانپور کلکتہ۔ چنتہ کنٹہ۔ لجنہ اماء اللہ شاہ جہانپور۔ جماعت احمدیہ کرڈاپلی۔ ڈبدرک۔ مادنت۔ واڑی۔ سکم۔

بھارت کے سابق وزیر اعظم اور نامور سیاسی رہنما جناب مرارجی ڈیسائی کا انتقال پر ملال

بھارت کے ایک نامور سیاسی رہنما جناب مرارجی ڈیسائی ۱۰ اپریل ۱۹۹۵ء کو بمبئی کے جسلوک ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ موصوف محب وطن اور آزادی کے علمبردار تھے۔ اور سچے اصولوں پر چلنے والے ایماندار سیاستدان تھے۔ سادہ طبیعت کے مالک تھے، موصوف کے انتقال پر دیش کے بڑے بڑے عظیم رہنماؤں نے بڑے غم کا اظہار کرکے موصوف کی خوبیاں بیان کیں۔ اور کہا کہ دیش ایک عظیم رہنما سے محروم ہو گیا ہے۔ اس المناک موت پر بھارت سرکار نے پورے ایک ہفتہ کا سوگ منایا۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بھی اس روز اپنے جملہ ادارہ جات میں تعطیل کا اعلان کیا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

دعائے مغفرت

افسوس میرے بڑے بھائی مکرم عبدالرحیم احمد صاحب آف مسکرہ ولد مکرم ماسٹر نثار احمد صاحب آف قادیان (مرحوم) ۲/۴/۹۵ کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے پیٹ میں رسولی اور پتہ میں پتھری اور جگر میں انفکشن تھی جس کے علاج کے لئے میرے پاس قادیان آئے ہوئے تھے احمدیہ شفاخانہ سے علاج ہوتا رہا۔ مرحوم نیک صوم صلوٰۃ کے پابند اور مہمان نواز اور اپنے علاقہ میں اثر و رسوخ والے تھے۔ آپ نے ایک بیوہ کے علاوہ چھوٹی دو بچیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ بعد نماز جنازہ عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔
مرحوم کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(سلیم احمد ناصر قادیان)

ولادت

مورخہ ۲/۳/۹۵ بروز عید الفطر کو لندن میں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ہمیں پہلی بیٹی کے بعد بیٹا عطا ہوا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری فتح محمد صاحب درویش مرحوم آف قادیان کا پوتا اور مکرم جسٹس شیخ احمد دیوس آف مصر کا نواسہ ہے۔ بچے کا نام یحییٰ رفیق احمد چوہدری تجویز کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ اور انسانیت کا سچا خادم دین بنائے آمین۔ اس خوشی کے موقع پر مبلغ ۵/- روپے اعانت بدر میں ادا کئے۔

خاکسار نے U.N.D.P کی ذیلی تنظیم U.N.D.O میں ملازمت کے لئے APPLY کیا ہے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اگر اس ملازمت کا حصول انسانیت اور مذہب کے لئے خیر و بہتری کا موجب ہو تو خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس کے حصول کے لئے اسباب مہیا کرے اور کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔ (ڈاکٹر رفیق احمد ناصر حال قادیان)

साप्ताहिक 'बद्र'

क़ादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
कुरैशी मुहम्मद फज़लुल्लाह

हिन्दी भाग | वर्ष 2 | 27 अप्रैल, 1995 | अंक 17

पवित्र क़ुरआन

सच्चाई पर क़ायम रहने वाले कभी घाटे में नही पड़ सकते

" मैं हज़रत मुहम्मद मुस्तफा सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम के) समय को गवाही के रुप में पेश करता हूं कि निस्सन्देह (रसूलों और पैग़म्बरों का विरोधी) मनुष्य सदा ही घाटे में रहता है। परन्तु वे लोग जो (रसूलों पर) ईमान ले आए और फिर उन्होंने हालात के अनुसार अच्छे कर्म किए और सच्चाई के सिद्धान्तों पर क़ायम रहने का एक दूसरे को उपदेश दिया और (सामने आने वाली कठिनाईयों पर) धैर्य धारण करने की एक-दूसरे को प्रेरणा देते रहे ऐसे लोग कभी भी घाटे में नही पड़ सकते।)

(अल् असर 1-4)

हदीस शरीफ

अल्लाह का ज़िक्र (याद) करते रहो

पवित्र कथन हज़रत मुहम्मद मुस्तफा सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम

'अल्लाह के कुछ फरिश्ते (दूत) इस लोक में घूमते रहते हैं तथा ऐसी सभाओं की खोज में रहते हैं कि जिन में अल्लाह का ज़िक्र किया जाता है अर्थात अल्लाह की भक्ति करते हुए उसका गुणगान किया जाता है तथा जब उन्हें कोई ऐसी सभा मिल जाती है जिसमें अल्लाह का ज़िक्र होता है तो वहां वह बैठ जाते हैं और अपने परों से उस सभा को ढांप लेते हैं और सारा वातावरण उन की शुभ छाया से भर जाता है। जब लोग इस सभा से उठ जाते हैं तो फरिश्ते भी आसमान की ओर चढ़ जाते हैं। तब अल्लाह उन फरिश्तों से पूछता है, यद्यपि अल्लाह सब कुछ जानता है, "तुम कहां से आए हो?" वे उत्तर देते है, "हम तेरे उन भक्तों के पास से आ रहे हैं जो तेरी तस्बीह अर्थात् तेरी पवित्रता का गुणगान कर रहे थे, तेरी भक्ति में संलग्न थे, तेरी महिमा और बड़ाई का वर्णन कर रहे थे और उन की ज़बानें तेरी स्तुति से तर थीं तथा वे तुझ से प्रार्थनाएं भी कर रहे थे।" इस पर अल्लाह फ़रमाता है, "वे मुझ से क्या मांगते हैं।" फ़रिश्ते उत्तर में निवेदन करते है कि वे तुझसे तेरी जन्नत (स्वर्ग) की याचना करते हैं इस पर अल्लाह कहता है, "क्या उन्होने मेरी जन्नत को देखा है?" फ़रिश्ते कहते हैं, "हे हमारे रब्ब! (पालनहार, उन्होने तेरी जन्नत तो नही देखी" अल्लाह कहेगा, 'यदि वे मेरी जन्नत को देख लें तो उन की क्या दशा होगी?' फ़रिश्ते फिर कहेंगे, "वे लोग तेरी शरण चाहते हैं।" इस पर अल्लाह कहेगा, "वे किस चीज़ से मेरी शरण चाहते हैं?" फ़रिश्ते उत्तर में कहेंगे 'वे तेरी आग-नरक से शरण चाहते हैं।' अल्लाह कहेगा कि क्या उन्होंने मेरी आग को देखा है? फ़रिश्ते उत्तर देंगे, 'देखा तो नही।" तब अल्लाह कहेगा कि यदि वे मेरी आग को देख लें तो उनका क्या हाल होगा? इस के बाद फ़रिश्ते कहेंगे, "लोग तुझ से (अपने पापों की) क्षमा मांगते है।" इस पर अल्लाह कहेगा कि मैंने उन्हें क्षमा कर दिया तथा उन्हें वह सब कुछ दिया जो उन्होंने ★

★ मुझ से मांगा और मैंने उन को प्रत्येक उस वस्तु से शरण दी जिस से उन्होंने शरण मांगी। इस पर फ़रिश्तों ने कहा, "उस सभा में बैठे हुए लोगों में एक व्यक्ति बहुत पापी भी था। बात यह थी कि पापी पुरुष वहां से जा रहा था उस ने इस सभा में देखा कि लोग अल्लाह की भक्ति और उस का गुणगान कर रहे हैं। उन्हें ऐसा करते देख कर वह भी उस सभा में बैठ गया।" इस पर अल्लाह ने फ़रमाया, "मैंने उस पापी पुरुष को भी क्षमा कर दिया क्योंकि अल्लाह को याद करने वाले वे लोग ऐसे है कि उन के निकट बैठने वाला भी लाभ उठाता है और उसे किसी हालत में ★ भी छोड़ा नही जाता।"

(मुस्लिम शरीफ़ भाग पृष्ट 228)

इमाम महदी, मसीहमौऊद तथा कल्कि अवतार के आने का समय

हिन्दू धर्म के शास्त्रों से यह सिद्ध होता है कि कल्कि अवतार कलियुग के अन्त में आएगा और उसके आने से सतयुग आरम्भ हो जायेगा। शास्त्रों से यह भी पता चलता है कि भगवान कृष्ण जब दिव्य धाम को गए तब द्वापर युग समाप्त होकर कलियुग आरम्भ हुआ। कृष्ण जी द्वारा जो धर्म स्थापित हुआ था उसका प्रभाव एक हज़ार साल तक रहा। इसलिए एक हज़ार साल तक कलियुग का प्रभाव कम रहा। कलियुग की अवधि 4800 साल है एक हज़ार साल बाद कलियुग का प्रभाव बढ़ने लगा तब भगवान कृष्ण के परलोक गमन के लगभग 2300 साल पश्चात् पाप बहुत बढ़ गए। इन पापों के विनाश तथा धर्म की स्थापना के लिए विष्णु के नौवें अवतार महात्मा बुद्ध प्रकट हुए। भारत में यह नन्द वंश का शासन काल था।

(शेष पृष्ट 2 पर)

मानव का अस्तित्व परमात्मा के दिव्य गुणों के ग्रहण करने पर आश्रित है।

फर्मान हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम

"जब से इस विश्व की सत्ता उस समय से समस्त देशों के सब ही धर्म निष्ठ महानुभावों ने इस बात की घोषणा समयानुसार की है कि मानव का अस्तित्व परमात्मा के दिव्यगुणों को ग्रहण करते रहने पर ही आश्रित है। मनुष्य का शारीरिक (भौतिक) और आत्मिक (आध्यात्मिक) जीवन इस बात पर निर्भर है कि वह सर्वदा दिव्य आचरण और ईश्वरीय समस्त पवित्र विचारों को ग्रहण करने में तत्पर रहे। वस्तुतः इनसे ही समस्त शान्ति और सुव्यवस्था उपस्थित की जा सकती हैं" (पैग़ामे-सुलह)

एक खतरनाक यात्रा का आरम्भ

हिन्दू मुस्लिम मतभेद और आपस में धार्मिक दंगों की कहानी यद्यपि कि पुरानी है तथा अनेक इन्साफ पसन्द हर दो कौमों को कभी न कभी आपस में मिलाते भी रहे हैं परन्तु बाबरी मस्जिद के शहीद किये जाने के बाद यह मतभेद और नफरत की दीवारें और भी ऊंची हो गया है क्योंकि जहां एक ओर मुसलमानों और इन्साफ पसन्द हिन्दुओं में इस मस्जिद के गिराए जाने से सख्त बेचैनी है वहीं दूसरी ओर कट्टर पंथी हिन्दुओं की तरफ से काशी की ज्ञान व्यापी मस्जिद और मथुरा की ईदगाह को गिराने का घिनौना इरादा भी प्रत्यक्ष रूप से सामने आने लगा है।

हिन्दुओं के कथनानुसार :- बाबरी मस्जिद बाबर ने उस जगह बनाई थी जिस जगह श्री राम चन्द्र जी का जन्म हुआ था और मथुरा की ईदगाह उस स्थान पर है जहां श्री कृष्ण जी पैदा हुए थे। इसी प्रकार काशी का ज्ञान व्यापी मस्जिद पहले विश्वनाथ मन्दिर था। अतः इन तीनों स्थानों पर स्थापित मुसलमानों के पवित्र धार्मिक स्थलों को विध्वंस करके हिन्दुओं के धार्मिक स्थलों में बदलने की योजना (विचार) है और ये एक ऐसी बात है जिसे किसी भी दशा में मुसलमान सहन नहीं करेंगे और ऐसा कदापि न होने देंगे।

परिणाम स्वरूप खून खराबा फसाद और झगड़ा तथा निर्मम अर्थ व्यवस्था का स्वरूप जन्म लेगा और पिछले कारनामों की वजह से जो हमारी भारतीय धर्म निरपेक्षता पर विदेशों को भ्रम पड़ चुका है वह ऐसे कारनामों से और धार्मिक होता जायेगा। और उसके अतिरिक्त हमारी एकता और अखण्डता का विघटन (नुकसान) होगा। यह वह नुकसान है जिसे न तो हिन्दू बरदाश्त कर सकते हैं और न मुसलमानों में ऐसी हिम्मत है।

आखिरकार यह प्रश्न पैदा होता है कि इन धार्मिक मत भेदों का हल क्या है? इसका एक ही उत्तर है जो कि हमारे महापुरुषों (बुजुर्गों) ने स्वतन्त्र भारत के समय में निकाला था और वह यह है कि धार्मिक स्थल जो भी जिस दशा में है और जिनके कब्जे में हैं उनको उसी दशा में रहने दिया जाए अगर हम किसी एक धर्म वाले की बात को मानकर किसी दूसरे धर्म वाले की किसी भी पूज्यनीय स्थल की पवित्रता को विध्वंस करेंगे तो हम सिर्फ फसाद और झगड़े की आग ही नहीं भड़कायेंगे बल्कि अनन्तकारी झगड़े का सिलसिला (कुचक्र) शुरू होगा। जो अयोध्या से मथुरा, मथुरा से बनारस और फिर खुदा जाने भारत के किस किस शहर और किस-किस बस्ती तक पहुंचेगा। और फिर अन्ततः हिन्दू श्रीराम तथा कृष्ण जी की जनसेवा व भ्रातत्व की महान शिक्षाओं को भूलकर न सिर्फ अनन्त नासत्व रूपी सरिता की भंवना में बह जायेंगे बल्कि श्रीराम और श्री कृष्ण जी जैसे महापुरुषों के नाम को भी दुनियां में बदनाम करने का कारण बनेंगे। और जनसेवा के पीछे अपना बलिदान देने वाले श्री राम तथा भ्रातत्व का पाठ पढ़ाने वाले श्री कृष्ण की और ऐसी बातों को आच्छादित (मन्सूख) करना कोई भी सच्चा हिन्दू बरदाश्त नहीं कर सकता। अतः इन्साफ पसन्द हिन्दुओं से दर्द भरी अपील है कि सार्वजनिक तौर पर इन तमाम महापुरुषों के नाम, को मतभेदों और विवाद की वजहों में लाने के बजाय दूर रखकर उनकी उस इज्जत व सम्मान को कायम रखें जो सदियों से एक दूसरे के महापुरुषों के लिए हिन्दुस्तानियों के दिलों में कायम है।

यह हमारी बदकिस्मती है कि इन दिनों धार्मिक विवाद कट्टरता छूत की हवा की तरह हर तरफ फैलती जा रही है यद्यपि ये विवाद हिन्दुस्तान में हिन्दू-मुस्लिम दंगों और मन्दिर मस्जिद के विवाद की सूरत में है तो पाकिस्तान में भी यही हाल है कि वहां मस्जिद इमामबाड़े और मन्दिर भी सुरक्षित नहीं। आज हिन्दुस्तान में मस्जिदों और ईदगाहों के साथ-साथ गया का बौद्ध मन्दिर भी धार्मिक मतभेदों के विवाद में घिरा हुआ है अगर फिर भी एक दूसरे के पवित्र धार्मिक स्थलों को इस तरह विवादास्पद बनाने की जहरीली हवा फैशन का रूप धारण कर गयी तो फिर धीरे धीरे पाकिस्तान के मुसलमान भी सिक्खों और हिन्दुओं के पवित्र पूज्यनीय स्थलों को बहाना बनाकर विवादित स्थल साबित करने की कोशिश करेंगे। और बंगला देश के मन्दिर भी विवादित बन जायेंगे। वर्तमान में तो विवादित बनाने का सिलसिला भारत में जोरों पर है फिर खुदा जाने ये खतरनाक सफर कहीं खत्म होगा या नहीं।

हिन्दुस्तान पूर्व से ही अनेक प्रकार के आपसी (मसलों) समस्याओं में फंसा हुआ है जिनमें सख्त किस्म के अन्तर्राष्ट्रीय और राजनैतिक समस्यायें भी है और सबसे बढ़कर ये है कि धार्मिक विवाद की जहरीली हवा प्रतिदिन बेगुनाह और गरीब जनता को अपने जहरीले झोंकों से बेचैन किये हुए है। और वह बिगड़ती हुई अर्थव्यवस्था का शिकार होकर जीवित चिता की ओर जा रहे हैं (जो वास्तविक चिता से बढ़कर है) इसी तरह हमारे धार्मिक विवादों का प्रतिबिम्ब विदेशों में न सिर्फ हमें बदनाम कर रहा है बल्कि विदेशी पूंजीपति देश भी इस प्रायदीप की भविष्य की अर्थ व्यवस्था को संदिग्ध निगाहों से देख रहे हैं। अतः प्यारे हमवतनो! दहशत गर्दी अथवा विवाद चाहे किसी भी बुनियाद पर हों उसे तुरन्त बन्द किया जाय और आपसी समस्यायें (मसले) मिल बैठकर हल की जायें यदि फिलिस्तीन का मसला धार्मिक और राजनैतिक होने के बावजूद अमन (शान्ति) की तरफ बढ़ता नजर आता है अगर पूर्वी और पश्चिमी जर्मनी दोनों एक हो सकते हैं। और युरोप के छोटे-2 देश कई मतभेदों और राजनैतिक समस्याओं के इकट्ठे रह सकते है तो फिर हम विभिन्न धर्मों और विचारों के साथ-साथ एक ही देश में बसने वाले इकट्ठे क्यों नहीं रह सकते?

(मुनीर अहमद खादिम)

* भारतीय इतिहासकारों ने नन्द वंश का राज्य काल 600 ईसा पूर्व से 317 ईसा पूर्व तक माना है। इस प्रकार नन्द वंश का कुल राज्य काल 283 वर्ष हुआ। इस 283 वर्ष का आधा 141 वर्ष के लगभग आता है इसका मध्य हुआ 317+141 458 साल ईसा पूर्व समय में कलियुग की अवधि ठीक अर्द्धावस्था को पहुंच चुकी थी। महात्मा बुद्ध के आगमन के लगभग एक हजार साल पश्चात् अर्थात् 569 में अरब देश में हजरत मुहम्मद मुस्तफा (सल्लम) का जन्म हुआ। आपको परमात्मा ने समस्त संसार के लिए पैगम्बर तथा रसूल बनाकर भेजा और आपने परमात्मा की आज्ञा अनुसार यह कहा "कुल या अय्युहन्नासु इन्नी रसूलुल्लाहे इलैकुम जमीअन्।"

अर्थात् भूमण्डल पर बसने वाली समस्त जातियों में यह घोषणा कर दो कि मैं समस्त संसार के लिए रसूल और सुधारक बनकर आया हूं। हजरत मुहम्मद मुस्तफा (सल्लम) के समय कलियुग के लगभग 3400 वर्ष व्यतीत हो चुके थे और कलियुग का प्रभाव बहुत बढ़ चुकने के कारण संसार की दुर्दशा हो चुकी थी। उस समय संसार की जो दुर्व्यवस्था और दुर्दशा थी उसके विषय में यूरोपियन मिशनरी रैवरेण्ड मिस्टर सी.जी.फेण्डर (Rev. Mr. C.G. Pfeider) अपनी पुस्तक 'मीज़ानुलहक़ MEZAN-UL-HAK' में लिखते हैं कि उस समय ईसाई लोग अत्याधिक भ्रष्ट और पतित हो चुके थे। उनके अनाचार और दुष्कर्म ईसाई धर्म के लिए लज्जाजनक थे। कुर्आन मजीद ने उस समय की दुर्दशा इन शब्दों में वर्णन की है : (शेष बाद में)

बब्बल प्रैस कादियां, फोन 20121 घर 20611

प्रिन्टर व पब्लिशर अहमद हा. फज़ाबादी